آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء | مطابق شوال المکرم ۱۳۳۱ ہجری

چندہ سالانہ | عام طلباء سے

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یسوع کی ہستی کا سوال

ارواح کی شہادت

اور

صلیبی واقعہ پر بحث

پیبلز پبلشنگ کمپنی (۵۱۹ فے ایٹ سٹریٹ - لاس اینگلیز کیلیفورنیا اضلاع متحدہ - امریکہ) نے ہمارے پاس ایک رسالہ بھیجا ہے جس میں اس امر پر بحث کیگئی ہے کہ آیا یسوع واقعی دنیا میں گذرا ہے یا یہ صرف ایک خیالی انسان کا نام ہے اس رسالہ میں ایک مضمون پر دو تحریریں ہیں - ایک تحریر ڈاکٹر جے ایم پیبلز کی طرف سے ہے اور دوسری ڈاکٹر ڈے وڈ ڈبلیو ہل کی طرف سے ہے - یہ دونوں تحریریں رسالہ پراگریسو تھنکر کے جواب میں لکھی گئی ہیں - جس میں ڈاکٹر ایچ - وی - سویڈنگن کی طرف سے ایک مضمون چھپا ہے جس میں یہ ثابت کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ یسوع ایک خیالی انسان کا نام ہے - اور یہ شخص درحقیقت کوئی ہستی نہیں رکھتا - اور اناجیل مروجہ کے یسوع کی وہی ہستی ہے جو ایک ناول کے ہیرو کی ہوتی ہے - ڈاکٹر پیبلز اور ڈاکٹر ہل نے اپنی تحریروں میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یسوع کسی فرضی انسان کا نام نہیں بلکہ اس نام کا انسان

فی الواقعہ دنیا میں گذرا ہے۔ اسوقت ڈاکٹر سویرنگن کے دلائل ہمارے سامنے موجود نہیں۔ اسلیئے ہم اس امر کا فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ دونوں صاحب ڈاکٹر سویرنگن کے دلائل کو توڑنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ نیز ڈاکٹر سویرنگن اپنا مضمون لکھنے کے بعد جلدی ہی اس جہان سے رحلت کر گئے۔ اسلیئے اُنکو یہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ ان تحریروں کو پڑھکر ان کا جواب دیتے۔

ڈاکٹر پیبلز اپنے مضمون کے ابتداء میں لکھتے ہیں کہ پہلے اُن کا بھی وہی خیال تھا جو ڈاکٹر سویرنگن صاحب کا ہے لیکن بعد میں انہوں نے اپنی رائے کو بدل دیا۔ اور اب اُن کے خیال میں یہ کہنا کہ یسوع صرف ایک خیالی وجود ہے ایک دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ڈاکٹر پیبلز نے جو دلائل یسوع کی ہستی کے ثبوت میں دیئے ہیں وہ تین حصوں میں منقسم ہیں۔

۱۔ ارواح کی شہادت اس بارہ میں کیا ہے؟
۲۔ یہودی علما اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟
۳۔ تاریخ اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

روحوں کے بیانات

یہ تینوں ڈاکٹر یورپ و امریکہ کے بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح سپر چوئلزم کے معتقد ہیں۔ یعنی اُن کا یہ اعتقاد ہے کہ وفات یافتہ لوگوں کی روحیں انسانوں سے ملاقات کرتی ہیں اور زندہ انسان اُن سے بہت سی چیزوں کی نسبت علم حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بحث میں ڈاکٹر پیبلز نے سب سے پہلے ارواح کی شہادت کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کیا ہے اور اُن کا یہ نرالا طرز ثبوت بہت دلچسپ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے سپر چوئلزم کی تحقیق میں ۶۰ سال تک بلکہ اس سے بھی زیادہ محنت کی اور اس عرصہ دراز میں مجھے اس علم کا ماہر اور اس فن میں ید طولیٰ رکھنے والا ایک بھی ایسا شخص نہیں ملا جو یسوع کی ہستی سے انکار کرتا ہو۔ انصاف اور عقل

کی عدالت کے سامنے ڈاکٹر پیبلز مندرجہ ذیل گواہوں کو پیش کرتا ہے۔

۱۔ اے ۔ جے ۔ ڈے ۔ وس ۔ نے بیان کیا کہ قدیمی زمانہ کے ارواح کے مجمع میں میں نے یسوع شامی کو دیکھا جو مسیح کے نام سے مشہور ہے وہ اپنی روحانی تعلیم میں فرقہ اسینن سے بہت اختلاف نہیں رکھتا تھا۔

۲۔ نیویارک کے جج اڈمنڈس نے بیکن ۔ سویڈن بارگ اور مشرق کے ایک حکیم کے ساتھ کلام کیا ۔ اس حکیم نے جج مذکور کے سامنے بیان کیا کہ مجھے یہودیہ کے معلم یسوع سے روحانی آسمانوں میں کئی بار ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔

۳۔ مسز کورا ایل وی ریچمنڈ سے تعلق رکھنے والی روحوں نے بارہا بیان کیا ہے کہ یسوع مسیح اب ابدیت کی ولائیت میں ایک عالیشان فرشتہ ہے۔

۴۔ جے ۔ جے ۔ مارس سے تعلق رکھنے والی روح ۔ یعنی مشہور چینی حکیم ٹین سن نامی نے اسکو خبر دی کہ یسوع ناصری سے میں نے کئی بار ملاقات اور گفتگو کی ہے۔

رسالہ مذکور سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض روحوں نے ایسی شہادت بھی دی ہے جو مذکورہ بالا روحوں کی شہادت کے برخلاف ہے مگر ڈاکٹر پیبلز اور ڈاکٹر ہل ان روحوں کی شہادت کو اسلیئے رد کرتے ہیں کہ یہ روحیں ادنیٰ درجہ کی ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ ان روحوں نے کلام کیا ہے وہ کمتر پایہ کے انسان ہیں اور انکے بیان قابل اعتماد نہیں ۔ مثلاً اُن روحون میں جو مذکورہ بالا ارواح کے برخلاف گواہی دیتے ہیں ایک اپولونی اس کی روح ہے جس نے الفریڈ جیمس کے ذریعہ یہ شہادت دی ہے کہ " جو کچھ عالم ارواح میں آکر مجھے علم حاصل ہوا ہے اس سے میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ جس یسوع اور پولوس کا نئے عہدنامہ میں ذکر ہے وہ یسوع اور پولوس میں ہی ہوں " مگر ڈاکٹر پیبلز کا اسپر یہ اعتراض ہے کہ اپولونی اس ایک شیخی باز روح ہے اور کہ الفریڈ جیمس ایک ناقابل اعتبار انسان ہے۔ اپولونی اس ایک فلاسفر کا نام ہے جو پہلی صدی مسیحی میں گذرا ۔ ارواح کے ساتھ کلام کرنے والوں میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ یسوع عیسوی سن سے ایک سو سال پہلے گذرا ہے اور وہ ایک شخص پینڈیری نام کا .... بیٹا تھا ۔ یونانی زبان میں مسیح کو کرستو کہتے ہیں

اور یہ لفظ انگریزی میں آکر کرائیسٹ ہوگیا ہے۔ بعض سپرچوالسٹ (عالم ارواح سے تعلق رکھنے والے) لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ لفظ کرشنا سے نکلا ہے۔ جارج ایس سلائی نے اس مضمون کا ۳ سال مطالعہ کیا ہے اور اُس کا بیان ہے کہ ۱۸۰۰ء میں مارکی ان نے لفظ کرشنا کو یونانی زبان میں ترجمہ کیا اور یہی نام مختلف اناجیل کی بنا ٹھہرا۔ کرشنا کو کرستو سے بدل دیا گیا اور ہندوستان کی جگہ فلسطین کا ملک تجویز کیا گیا۔ اس انجیل کو مارکی ان کی انجیل کہتے تھے۔ یسوع کی ہستی کا انکار کرنیوالے سپرچوالسٹ لوگوں نے اپنے خیالات ایک کتاب سے اخذ کیے ہیں جس کا نام "عصر قدیم کا انکشاف" ہے اور جسکو بقول مصنف پرانی روحوں نے جو کہ مسیح کی ہمعصر تھیں تحریر کروایا تھا۔ ان روحوں میں سے تو قریباً ہر ایک نے یہی لکھوایا کہ کرستو (مسیح) کا نام ہندوؤں کے کرشن کے نام سے لیا گیا ہے۔ کتاب مذکور کی شہادت کے متعلق ڈاکٹر ہل تحریر فرماتے ہیں۔ "غالباً کسی سادہ لوح روح نے برادر رابرٹس (مصنف کتاب) کو یہ حکایات سنائی ہیں جو مسیح کے زمانۂ مخالفت کے مشاہیر کی طرف سے حقیقی گفتگو سمجھی گئیں مگر برادر رابرٹس نے مسیح کی نفرت کے سبب سے اُن کو مان لیا۔" ڈاکٹر پیبلز اور ڈاکٹر ہل جسقدر چاہیں اِن روحوں اور ان روحوں سے تعلق رکھنے کے مدعیوں کے بیانات کے تناقص کو رفع کرنے کی کوشش کریں ہر ایک فرد بشر اِس نتیجہ پہ پہنچے گا کہ ان روحوں اور ان کے ساتھ مکالمہ کرنیکا دعویٰ کرنے والوں کی شہادت ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہے۔ یہ روحیں نہ صرف ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں بلکہ کوئی نئی بات بھی نہیں بتاتیں وہ صرف اُن خیالات کی تائید کرتی ہیں جنپر وہ لوگ جو اُن کے ساتھ مکالمہ کا دعویٰ کرتے ہیں قائم ہیں۔ ہم اُنکے بیانات کو تسلیم کر لیتے اگر وہ کوئی ایسی بات لاتیں جو کبھی کسی انسان کے وہم و گمان میں نہ آئی ہوتی اور پھر اُن بیانات کا ثبوت بھی مہیا کرتیں۔ انسانوں نے بہت سے امور ایسے معلوم کیے ہیں جو پہلے نامعلوم تھے۔ اور اُنکی تائید میں قابل وثوق ثبوت بھی پیش کیے ہیں۔ مگر کوئی روح اِس قسم کی بات نہیں لائی۔ مثلاً یسوع کا حال ہی لو۔ روحیں کوئی نئی بات بالکل نہیں لائیں۔ مختلف روحوں کے مسیح کے متعلق

مختلف بیانات ہیں اور یہ بیانات وہی ہیں جو کہ آگے ہی لوگوں کو معلوم ہیں۔
یسوع کے متعلق لوگوں کے مختلف خیالات مفصلہ ذیل ہیں۔
(۱) کہ وہ ایک پاک انسان تھا اور مسیحیت کا بانی تھا۔
(۲) کہ اناجیل کا یسوع ایک فرضی انسان ہے۔
(۳) کہ اُس کی تعلیم فرقہ اسیین کے خیالات کے موافق تھی اور وہ فرقہ اسیین کا ایک ممبر تھا
(۴) کہ کرستو (مسیح) کا لفظ کرشن سے بگڑا ہوا ہے۔
(۵) کہ یسوع صرف اپولونیس آف ٹائینا کا دوسرا نام ہے۔
(۶) چند شریر لوگ بکتے ہیں کہ یسوع پنڈیرا کا (نعوذ باللہ) ناجائز فرزند تھا۔ جو کہ سن عیسوی سے ایک سو سال پہلے تھا۔

اب صاف ظاہر ہے کہ روحوں کی شہادت مذکورہ بالا خیالات میں سے کسی نہ کسی کی تائید ضرور کرتی ہے۔ اِس سے یہ نتیجہ صاف صاف طور پر نکلتا ہے کہ روحوں کی مفروضہ شہادتیں صرف اُن انسانوں کی رائیں ہیں جو اُن کے ساتھ مکالمہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم اُن کی بات ضرور تسلیم کر لیتے اگر روحیں کوئی نئی بات لاتیں اور پھر ثبوت بھی اُسکا پیش کرتیں۔

یسوع مسیح کے متعلق حیران کرنے والے تازہ حالات

حال میں یسوع مسیح کے متعلق ایک حیران کرنیوالی بات معلوم ہوئی ہے۔ یسوع مسیح کی قبر سری نگر کشمیر میں پائی گئی ہے اور فیصلہ کن شہادت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ گیا ہے کہ صلیب سے بچ جانیکے بعد مسیح دوبارہ گرفتاری کے ڈر سے اپنا وطن چھوڑ کر بھاگ آئے اور مشرقی ملک افغانستان اور کشمیر میں تشریف لائے جہاں کہ اسرائیل کی گم شدہ قومیں آباد تھیں۔ اور آخر کار اس غیر علاقہ میں فوت ہو گئے اور یہاں ہی سری نگر میں مدفون ہوگئے۔ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ جب صلیب سے وہ اُتارے گئے تو وہ مردہ نہ تھے بلکہ حالت غشی میں تھے۔ صلیب پر تین گھنٹے رہنے سے وہ مر نہ سکتے تھے۔ پلاطوس نے تعجب ظاہر کیا کہ مسیح کس طرح اس تھوڑے

سے عرصہ میں فوت ہو سکتا تھا۔ دو چور جو مسیح کے ساتھ لٹکائے گئے تھے زندہ اُتارے گئے۔ مگر چونکہ وہ بے ہوش نہ تھے اُن کی ہڈیاں توڑ ڈالی گئیں۔ مگر مسیح کی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔ ایک سپاہی نے مسیح کے پہلو میں نیزہ چبھویا تو خون بہ نکلا جو کہ زندگی کا کافی ثبوت ہے۔ صلیب سے اُتارنے کے بعد آپ کا جسم مبارک دشمنوں کو نہیں بلکہ دوستوں کو دے دیا گیا۔ مسیح کے دوستوں نے جسم کو لینے کے لئے ایسی سرعت کی کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس کے بچانے کیلئے کوشاں تھے۔ اور اُسکو مردہ نہیں تصوّر کرتے تھے۔ یہودیوں نے قبر کے مُنہ پر پہرا کھڑا کر دیا تھا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ بھی اُسکی موت پر پورا یقین نہیں رکھتے تھے۔ رومی حاکم مسیح کی موت ہرگز نہ چاہتا تھا اسلئے اِس سے بڑھکر اُسکے لیئے اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ مسیح بچ جاوے۔ بلکہ ممکن ہے کہ اُس نے مسیح کے زندہ بچ نکلنے پر چشم پوشی کی ہو یا اُس کے زندہ بچنے میں سرّاً یا علانیۃً مدد بھی کی ہو۔ رومی حاکم نے اُن سپاہیوں کو سزا دینے سے احتراز کیا جنہوں نے پہرہ کے وقت مغلوب نوم ہو جانیکا بہانہ کیا تھا اور اِس عرصہ میں مسیح کا جسم اُڑ گیا تھا۔ اِن امور سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اُس حاکم کا مسیح کے متعلق کیا عندیہ تھا۔ مسیح کو بچانیکا صاف صاف منصوبہ معلوم ہوتا ہے۔ پلاطوس کی بیوی کے خواب سے بھی یہ معاملہ حد یقین تک پہنچتا ہے کہ پلاطوس نے مسیح کو بچانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا تھا۔ سپاہی اور صوبہ دار بھی پلاطوس کے ممد و معاون معلوم ہوتے ہیں کیونکہ صوبہ دار نے مسیح کی موت کا یقین کرنے کے لیئے اُسکی ہڈیاں نہ توڑیں۔ اور سپاہیوں نے سو جانیکا بہانہ کیا۔ انجیل متی باب ۲۷ ورس ۵۴ سے صاف ظاہر ہے کہ صوبہ دار اور سپاہی مسیح کو ایک مقدس انسان سمجھتے تھے۔

یونس نبی سے مشابہت

جب مسیح کو یہودیوں نے کہا کہ کوئی نشان دکھلاؤ تو مسیح نے کہا اُس زناکار نسل کو سوائے یونسؑ کے نشان کے اور کوئی نشان نہ دکھلایا جاویگا۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ جس طرح یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تین دن زندہ رہا تھا اُس طرح بھی تین دن زندہ بطن زمین میں رہیگا۔ مسیح کا یہ قول اِس معاملہ کا آخری فیصلہ کر دیتا ہے۔ یہودی حضرت

مسیح کو مارنا چاہتے تھے مگر وہ بطور معجزہ کے بچ گئے۔ یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کو مار ڈالنے کے لیئے تمام کوششیں کیں۔ مگر خدائے تعالیٰ نے اُنہیں بچا لیا اس طرح اُن کا زندہ رہ جانا یہودیوں کے لیئے ایک نشان ہے۔ حضرت مسیحؑ کے الفاظ بھی صاف ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح نشان پورا ہوگا۔ اور کس طرح وہ اُن زناکار لوگوں کے ہاتھ سے صاف بچ جاوینگے۔ الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مسیح زمین کے اندر مردہ کی طرح تین دن رہیں گے۔ مگر اُن کی حالت یونسؑ نبی کی طرح ہوگی جو کہ مچھلی کے شکم میں رہے۔ اب موخر الذکر مچھلی کے پیٹ میں زندہ تھے نہ کہ مردہ۔ اسی طرح مسیحؑ بھی زمین کے اندر زندہ تھے نہ کہ مردہ۔ اپنے آپ کو یونسؑ نبی سے تشبیہ دیکر یہودیوں کو صاف بتا دیا کہ کس طرح وہ بچ جاوینگے۔ آپ نے زمین کے اندر زندہ داخل ہوکر زمین سے زندہ ہی نکلنا تھا جیسے کہ یونسؑ نبی کی حالت تھی۔ قبر جس میں کہ مسیح رکھا گیا تھا ایسی تنگ نہ تھی کہ آپ دَم گھٹ جاتا اور آپ مر جاتے۔ قبر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو چٹان میں کھودا ہُوا تھا اور اُس کا ایک دروازہ تھا جو ایک بھاری پتھر سے بند ہوتا تھا۔ یہ قبر اِس قدر کشادہ تھی کہ چند انسان اُس میں بغیر دَم گھٹنے کے رہ سکتے تھے۔ پھر یہ قبر ایک باغ میں واقع تھی جو کہ حضرت مسیحؑ کے ایک گہرے دوست کی ملکیت تھا جس نے ضرور مسیح کو ہوش میں لانے کے لیئے ہمہ تن کوشش کی ہوگی۔ حضرت مسیحؑ قبر سے تیسرے دن نکل گئے۔ اُن عورتوں نے جو کہ مسیحؑ کے جسم کو خوشبو لگانے کیلیئے گئیں دیکھا کہ پتھر ہٹا ہُوا ہے اور حضرت مسیحؑ قبر میں نظر نہیں آتے۔ وہ جسم جو کہ صلیب پر کیلوں سے لٹکایا گیا اب قبر میں نہ تھا اِس سے اس کہانی کی بھی تردید ہوجاتی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مسیحؑ کا جسم روحانی تھا مادی نہ تھا ــــــ اگرچہ حضرت مسیحؑ قبر میں نہ تھے مگر وہ قبر سے دُور فاصلہ پر بھی نہ تھے۔ جب عورتیں مسیحؑ کے گم ہوجانے پر حیران کھڑی تھیں ایک ایسی آواز پیچھے سے آئی جس سے وہ پہلے آشنا تھیں اور اُنہوں نے مڑ کر دیکھا کہ حضرت مسیح جن کو خوشبو لگانے کیلیئے وہ آئی تھیں اُنکے پیچھے کھڑے ہیں۔ مگر اُن کا لباس معمولی لباس نہ تھا بلکہ ایک مالی کا لباس تھا۔ اس

وہ قبر جس میں حضرت مسیحؑ کو رکھا گیا

حضرت مسیحؑ باغبان کے لباس میں

تبدیلِ لباس کا سبب ظاہر ہے۔ وہ موت کے مُنہ سے بچے تھے۔ اگر یہودی آپ کو پھر دیکھ لیتے تو وہ پھر گرفتار ہو جاتے اور پھر دوبارہ صلیب پر لٹکائے جاتے۔

یروشلم سے آپ کا فرار

وہ چاہتے تھے کہ کوئی یہودی آپ کو شناخت نہ کر سکے۔ آپ کے حواری ابھی یروشلم میں ہی تھے۔ مگر آپنے اُن کو وہاں ملنا مناسب نہ سمجھا۔ اِس لیئے آپنے اُنکو خفیہ پیغام بھیجا کہ وہاں سے گلیل کے دُور دراز علاقے میں آجاویں اور وہاں اُن سے ملنے کا وعدہ کیا آپنے یروشلم چھوڑنے کے لیئے بہت جلدی کی۔ دیر لگانا خوف وخطر کا باعث تھا۔ آپنے عورتوں سے کہا کہ مَیں حواریوں سے پہلے جاؤنگا۔✣ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ وہ اِس قدر جلدی یروشلم سے چلا جانے پر کیوں آمادہ تھے۔ کیا کوئی عیسائی صاحب اِس سوال کا جواب دینگے۔ آپ جانتے تھے کہ یہودی معلوم کرلیں گے کہ قبر سے نکل گئے ہیں اور اس لیئے تلاش کریں گے آپ کی حالت ایسی تھی جیسی کہ کوئی آدمی جیل سے بھاگ نکلے اور پھر اُسکا ہر وقت یہی کام ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح دُور دراز ملک میں بھیس بدلکر بھاگ جاوے تاکہ شناخت ہوکر دوبارہ گرفتار نہ ہو جاوے۔ پھر جلیل تک سارا راستہ آپنے پاپیادہ طے کیا۔

آپ کا سفر پاپیادہ

اگر اُسوقت آپ کا جسم خاکی نہ ہوتا بلکہ کوئی روحانی اور جلالی جسم ہوتا تو آپکو ضرورت نہ تھی کہ اسقدر فاصلہ پاپیادہ طے کریں۔ علاوہ ازیں آپنے وہ راستہ اختیار نہ کیا جو جلیل کی طرف سیدھا جاتا تھا بلکہ ایک ایسی سڑک اختیار کی جو سیدھی جلیل کی طرف نہ جاتی تھی۔ کیونکہ عمواس کا گاؤں جہاں آپنے اپنے شاگردوں کے ساتھ پہلی رات گذاری جلیل کی سیدھی راہ پر واقع نہ تھا۔ ملاحظہ ہو قدیم شام کا نقشہ۔

ٹیڑھی سڑک

سیدھی راہ کو چھوڑنے اور لمبی اور ٹیڑھی راہ کے اختیار کرنے سے صریحاً آپ کی غرض یہ تھی کہ ایسا نہ ہو کہ یہود اُنکا تعاقب کرکے اُنکو پکڑ لیں جس شخص کو یہ خوف ہو کہ لوگ اُس کا تعاقب کرکے اُسکو پکڑنیکی کوشش کرینگے ایسا شخص ضرور سیدھی راہ سے پرہیز کرتا اور ٹیڑھی راہ کو اختیار کرتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیحؑ کو یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو یہود خبر پاکر اُن کا

✣ دیکھو متی باب ۲۸ درس ۷ و ۱۰

تعاقب کریں اور جلیل کی راہ پر اُن کو پھر پکڑ لیں اسلیئے اُنہوں نے سیدھی راہ کو چھوڑا اور ٹیڑھی راہ کو اختیار کیا۔ پھر اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ میں بھی آپنے اپنے بھیس کو نہیں اُتارا۔ آپنے ایسی احتیاط سے اپنا بھیس بدلا اور ایسی کوشش سے اپنے چہرہ کو چھپایا کہ آپکے وہ دو شاگرد جو آپ کو راستہ میں ملے وہ بھی آپ کو پہچان نہ سکے۔

حضرت مسیح بدلے ہوئے بھیس میں

یہ بھیس بدلنا بھی ظاہر کرتا ہے کہ آپ یہودیوں سے بچنا چاہتے تھے اور آپ کا منشاء یہ تھا کہ کوئی شخص آپ کو پہچان کر پکڑ نہ لے۔ پھر جس جس جگہ آپنے اپنے شاگردوں سے ملاقات کی وہ بھی مخفی طور پر۔ آپ یہود سے ایسا مخفی رہنا چاہتے تھے کہ جلیل میں بھی جاکر آپ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوئے۔ اور سوائے اپنے شاگردوں کے اور کسی سے ملاقات نہیں کی اور شاگردوں سے بھی بہت کم ملاقات کی ہے اور وہ بھی چھپ چھپکر بند کمروں کے اندر۔ اسقدر اخفا اور احتیاط کی سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ یہود کو علم ہو گیا تھا کہ آپ قبر سے نکل گئے ہیں اور آپ کو ہر وقت یہ ڈھڑکا لگا رہتا تھا کہ یہود ضرور اُن کی تلاش میں ہونگے۔ ایسا نہ ہو کہ یہود اُنکو کہیں پہچان کر پکڑ لیں۔ اور شاگردوں سے بھی وہ ضرورۃً چند مرتبہ ملے

نبی کو اپنے اتباع کے ایمان کا بڑا فکر ہوتا ہے۔ اُسکے دل میں ہمدردی اور رحم کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہوتے ہیں اُسکے لیئے اس سے زیادہ اور کوئی امر تکلیف دہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص ایمان لاکر پھر ٹھوکر کھا جائے۔ وہ تو اس غم میں بھی پگھلتے رہتے ہیں کہ کیوں دنیا ایمان لاکر عذاب سے نجات حاصل نہیں کرتی۔ اس قسم کا غم سب سے بڑھکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ شاید تُو اس غم میں کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے اپنی جان کو ہلاک کر دیگا (شعراء - ع) پھر فرماتا ہے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بہت غم تھا۔ کہ کیوں لوگ حق کو قبول کرکے نجات حاصل نہیں کرتے۔ اس ہمدردی نوع انسان سے تمام انبیاءؑ کو حصہ دیا جاتا ہے اور چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدائے تعالیٰ کے پاک اور مقدس

نبیوں کی ہمدردی بنی نوع سے

نبی تھے اس لیئے اُنمیں بھی یہی انسانی ہمدردی اور یہی تڑپ موجود تھی اور جب غیروں کے ساتھ بھی یہ لوگ اسقدر ہمدردی کرتے ہیں کہ اُنکی فکر میں اپنی جان کو دکھ میں ڈالدیتے ہیں تو پھر وہ اپنوں کو کس طرح اپنی اس ہمدردی سے محروم رکھ سکتے ہیں ؎

دوستاں را کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمناں نظر داری

حضرت مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کی حالت سے خوب واقف تھے۔ اور اُنکی کمزوریوں اور شبہات سے پوری آگاہی رکھتے تھے۔ گرفتاری سے پہلے جب آپ ساری رات گریہ وزاری میں لگے رہے آپکے شاگرد اُسی باغ میں آرام سے سوئے رہے۔ حضرت مسیحؑ بار بار خود آکر اُنکو بیدار کرتے اور دردناک الفاظ میں اُنکو کہتے کہ اُٹھکر دعا کرو مگر جب آپ یہ کہکر چلے جاتے تو پھر وہ شاگرد اُسی جگہ سو جاتے اور جب آپ دوبارہ اُنکے پاس تشریف لاتے تو اُنکو سویا ہُوا پاتے۔ اور جب آپکے ہی ایک شاگرد نے آپ کو پکڑوایا اور سپاہی اور یہودی آپکے پکڑنے کیلیئے آئے تو جتنے شاگرد تھے سب کے سب آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اُن میں سے ایک جو تمام شاگردوں میں اوّل نمبر پر تھا عام گروہ میں ملکر سردار کاہن کے مکان پر آیا جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتاری کے بعد لایا گیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ شاید مجھے یہاں کوئی نہیں پہچانیگا۔ مگر اُسکی بدقسمتی سے ایک عورت اُسکو دیکھکر بول اُٹھی کہ اس شخص کو مَیں نے یسوع کے ساتھ دیکھا تھا۔ پہلے تو اُس شاگرد نے جھوٹ بولکر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا کہ مَیں یسوع کو نہیں جانتا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب جھوٹ سے بھی کام نہ بنا تو اُس نے تین بار حضرت مسیح علیہ السلام پر لعنت کی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنے شاگردوں کی ان کمزوریوں کا پورا علم تھا اور صلیب پر کھینچا جانیکے وقت آپ کو اتنا اپنی جان کا فکر نہ تھا جتنا کہ لوگوں کے ابتلا اور خصوصاً اپنے شاگردوں کے ایمان کا فکر تھا۔ اسمیں شک نہیں کہ اُنکو اپنی جان کا بھی ضرور فکر تھا کیونکہ اناجیل میں جو اُنکی آہ وزاری اور گریہ وبکا کا ذکر ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ آپ ضرور جسمانی طور پر بھی صلیب پر کھینچا جانے سے خوف کرتے تھے اور یہی خوف بڑی حد تک اُنہیں دعا کا جوش

حضرت مسیحؑ کے شاگردوں کا قابل افسوس نمونہ

کپتان سکاٹ اور یسوع

پیدا کر رہا تھا اگر ہمارا انحصار صرف مروّجہ اناجیل پر ہی ہوتا تو ہم ضرور یہ نتیجہ نکالتے کہ ان ۱۲ شاگردوں کا استاد واقعی ایک کمزور انسان تھا اور اُس نے بہادری اور دلیری کے ساتھ موت کا مقابلہ نہیں کیا - سچ پوچھو تو جس اطمینان قلب اور جس حوصلہ کے ساتھ گذشتہ سال مارچ کے مہینہ میں کپتان سکاٹ نے بحر منجمد جنوبی میں موت کا مقابلہ کیا اُس حوصلہ کے ساتھ یسوع نے موت کا مقابلہ نہیں کیا - ایک طرف یسوع کے اُس اضطراب کو دیکھو جو اناجیل مروّجہ کے آخری بابوں میں مذکور ہے دوسری طرف کپتان سکاٹ کے اُن آخری الفاظ کو دیکھو جو اُس نے ۲۵ - مارچ ۱۹۱۲ء کو اپنی ڈائری کے خاتمہ پر لکھے - وہ الفاظ یہ ہیں "ہم کمزور ہیں - لکھنا مشکل ہے - لیکن میں خود اِس سفر پر افسوس نہیں کرتا - کیونکہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کے باشندے تکالیف کو برداشت کر سکتے ہیں - ایک دوسرے کی مدد کے لیئے تیار ہیں اور اب بھی وہ ایسی ہی استقامت کے ساتھ موت کا مقابلہ کر سکتے ہیں جیسا کہ وہ گذشتہ زمانہ میں کیا کرتے تھے - ہم نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا اور ہمیں اس بات کا علم تھا کہ ہم اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں - حالات ہمارے برخلاف پیدا ہو گئے مگر ہمیں کوئی شکایت نہیں ہم خدا کی مرضی پر بالکل راضی ہیں - .... اگر ہم زندہ رہتے تو میرے ہمراہیوں کی جفاکشی - استقلال اور دلیری کی کہانی سُنکر انگلستان کا ہر ایک باشندہ جوش سے بھر جاتا"

اس اطمینانِ قلب اور حوصلہ کا اُس اضطراب اور بے چینی کے ساتھ مقابلہ کرو جو یسوع سے صلیب کے واقعہ سے پہلے ظہور میں آیا - اور تمھیں اس بات کے قبول کرنے کے بغیر چارہ نہ ہو گا کہ واقعی جو حوصلہ کپتان سکاٹ نے بحر منجمد جنوبی کے بھیانک برفانی بیابان میں دکھایا اُس کا نمونہ اناجیل مروّجہ کے بیانات میں نہیں پایا جاتا - غرض اناجیل سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کو اپنی جان کا بہت فکر تھا اور اپنی جان کے غم میں آپ بہت روئے اور بہت دعائیں کیں مگر ہمیں یقین ہے کہ اتنا اُنکو اپنی جان کا فکر نہیں تھا جتنا کہ اپنی قوم اور خصوصاً اپنے شاگردوں کا تھا کہ

ایسا نہ ہو کہ میری ایسی موت کو دیکھکر جو توریت کے رو سے ایک لعنتی موت ہے میری قوم ہمیشہ کے لیئے ہدایت پانے سے محروم ہو جاوے اور میرے شاگرد جو ابھی بہت کچے ہیں ٹھوکر کھا کر میری نسبت بد اعتقاد ہو جاویں۔ یہی سبب تھا کہ جب وہ صلیبی موت سے بچے تو سب سے پہلا امر جس کی طرف وہ متوجہ ہوئے یہ تھا کہ اپنے شاگردوں کو .... اپنے زندہ ہونے کا پیغام بھیجیں اور انکو ہدایت کریں کہ وہ یروشلم سے دور جلیل کے علاقہ میں جاکر اُس سے ملاقات کریں۔

حضرت مسیح کی مخفی ملاقاتیں

پھر ایک اور امر جو حضرت مسیحؑ کے صلیب سے زندہ بچنے کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ وہ صرف شاگردوں سے ملے ہیں عام لوگوں کے سامنے وہ ظاہر نہیں ہوئے۔ اگر واقعی وہ مرکز زندہ ہوئے تھے اور اُن کا جسم خاکی نہ تھا بلکہ جلالی جسم تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لوگوں سے چُھپتے پھرے۔ قبر سے بھی نکلے تو چُھپکر عورتوں کو بھی ملے تو مالی کا لباس پہنکر۔ سفر بھی کیا تو بھیس بدلکر۔ شاگردوں سے بھی ملے تو مخفی طور پر۔ اگر جلالی طور پر دوبارہ مُردوں سے جی اُٹھے تھے تو اسقدر اخفا کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ کیوں بر ملا۔ سب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اپنے اس معجزے کو ظاہر نہ کیا۔ کیوں ایسے لوگوں کی طرح بھاگتے اور چُھپتے رہے جو جیلخانہ سے سزائے قید سے بھاگ جاتے ہیں یا جن کو موت کا حکم سنایا جاتا ہے اور وہ کسی طرح اپنے پہرہ داروں کے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں اور پھر ہر وقت اُنکو یہ فکر لگا رہتا ہے کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔ حضرت مسیحؑ کی تمام کارروائی اس امر کا ایک یقینی ثبوت ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچ گئے تھے اسلیئے اُنھوں نے دوبارہ گرفتاری کے خوف سے اپنے تئیں یہودیوں سے چُھپائے رکھا۔

حضرت مسیحؑ کی بھوک اور پیاس

ایک اور انجیلی ثبوت اس امر کا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے یہ ہے کہ قبر سے نکلنے کے بعد بھی بھوک اور پیاس آپکے ساتھ ایسے ہی لازم رہے جیسے کہ دوسرے انسانوں کے ساتھ لازم ہیں۔ جب تنہائی میں آپ اپنے شاگردوں سے ملتے تو آپ اُن سے پوچھتے کیا تمھارے پاس کھانے کے لیئے کچھ چیز ہے اور اُن سے

کھانے کی چیزیں لیکر کھاتے۔ اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت آپ بھوکے ہوتے تھے۔ آپکے ساتھ بھوک پیاس کا لازم ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کا جسم کوئی جلالی جسم نہ تھا۔ بلکہ وہی خاکی جسم تھا جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا اور جو قبر میں رکھا گیا تھا اور جس سے آخر قبر کو خالی پایا گیا۔ پھر جو چیزیں آپ کھاتے وہ بھی اسی زمین کی چیزیں تھیں۔ یعنی مچھلی۔ شہد وغیرہ۔ ان چیزوں کا آپکے حلق کے اندر جانا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ آپ کا وہی خاکی اور زمینی جسم تھا کسی اور قسم کا جسم نہیں تھا۔

میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ قبر سے نکلنے کے بعد آپنے جو شاگردوں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی وہ اس غرض سے تھی کہ وہ کہیں بداعتقاد ہوکر مرتد نہ ہو جاویں اور انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا خوف بیجا نہ تھا کیونکہ جب وہ بھیس بدل کر عمواس کی سڑک پر جا رہے تھے تو راستہ میں آنکو اپنے دو شاگرد ملے جو اسی واقعہ صلیب پر گفتگو کرتے جاتے تھے۔ اُنکے ایمان متزلزل ہوچکے تھے اور اُنہوں نے صلیب کے واقعہ سے یہ نتیجہ نکال لیا تھا کہ جس شخص کو اُنہوں نے اپنا اُستاد بنایا تھا وہ موعود مسیح نہ تھا اور جو اُمیدیں اُنکو اپنے اُستاد کے متعلق تھیں کہ وہ داؤدی تخت کو دوبارہ قائم کریگا اور بنی اسرائیل کو غیر قوموں کی ماتحتی سے چھڑائیگا ان کی وہ ساری اُمیدیں خاک میں مل گئی تھیں جب حضرت مسیح علیہ السلام نے جو بھیس بدلکر ان کے ساتھ ساتھ جارہے تھے اُنکی گفتگو کو سنا تو وہ خاموش نہ رہ سکے۔ ؎

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است + وگر خاموش بنشینی گناہ است

جب آپنے دیکھا کہ اُن کے شاگرد سخت ابتلا میں پڑ گئے ہیں اور اُنکے ایمان خطرہ میں ہیں بلکہ وہ بداعتقاد ہوچکے ہیں اور یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہم نے غلطی کی کہ اس شخص کو مسیح موعود سمجھ لیا تو آپنے اُن کو سمجھانا شروع کیا اور پہلی کتابوں کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جو واقعات تمھارے اُستاد کو پیش آئے ہیں پُرانے نوشتوں کے رو سے ضروری تھا کہ یہ سب باتیں ظہور میں آتیں۔ لیکن اگرچہ آپنے انکو بہت سمجھایا مگر آپ کو یہود کا اسقدر خوف تھا اور دوبارہ پکڑے جانیکا اسقدر ڈر تھا کہ

حضرت مسیح کی ملاقات دو شاگردوں سے

یسوع کی مثال ایسے قیدی یا پھانسی سے بھاگے ہوئے انسان سے

آپ نے اُنکے سامنے بھی اپنے بھیس کو نہ اُتارا اور کچھ تو صلیب کی تکالیف اور موت کے مُنہ سے نکلنے کی وجہ سے آپ اسقدر کمزور ہو گئے تھے کہ آپ کی آواز میں بھی تغیر آگیا تھا اور کچھ عمداً اُنہوں نے اپنی آواز کو بدلا لیا ہوگا۔ اسلیئے اُن کے شاگرد اُنکو پہچان نہ سکے اور آپکو یہودیوں کے تعاقب کا اسقدر خوف تھا اور آپ یروشلم سے دُور بھاگ جانے کے اسقدر خواہشمند تھے کہ جب آپکے شاگردوں نے عمواس کے گاؤں میں رات گذارنی چاہی تو آپ اُس گاؤں کی طرف نہ مڑے بلکہ آگے بڑھنا چاہا۔ آپکا ارادہ تھا کہ رات کو بھی چلتے جائیں تا یروشلم سے دُور نکل جائیں اور یہودیوں کی گرفت سے بہت جلدی باہر ہو جاویں۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ آپ کی یہ کارروائی صریحاً اس امر کی ایک دلیل ہے کہ آپ صلیب کی موت سے بچ گئے تھے اور قبر میں سے زندہ نکل آئے تھے اور اُن کو خوف تھا کہ جب یہود کو یہ خبر ہو جائیگی کہ وہ قبر میں سے نکل گئے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ اُنکا تعاقب کریں اور اُنکی تلاش میں اُنکے پیچھے دوڑیں اسلیئے آپنے باوجود اسکے کہ آپ کو آرام کی سخت ضرورت تھی۔ آپنے قبر سے نکلنے کے بعد یروشلم میں آرام نہیں لیا اور شاگردوں سے بھی ملنے کے لیئے انتظار نہیں کیا بلکہ اُن کو یہ پیغام بھیجکر کہ مَیں تمہارے آگے آگے جلیل کی طرف جاتا ہوں آپ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے اور بڑی احتیاط سے اپنے بھیس کو بدل لیا اور ایسے غریبانہ کپڑے پہنے اور ایسی احتیاط سے اپنے وجود کو چھپایا کہ یروشلم کے قرب وجوار میں کوئی شخص اُنکو پہچان نہ سکا بلکہ آپکے شاگرد بھی آپ کو پہچان نہ سکے اور آپنے اسقدر اخفاء اور احتیاط سے کام لیا کہ آپنے راستہ میں اپنے شاگردوں پر بھی اپنے تئیں ظاہر نہ کیا اور عمواس کے گاؤں میں بھی رات گذارنی پسند نہ کی بلکہ چاہا کہ رات کو بھی چلتے ہی جائیں۔ مَیں ناظرین سے سوال کرتا ہوں کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ کارروائی صریحاً اور یقیناً ایک ایسے آدمی کی کارروائی کی طرح نہیں جو پھانسی یا جیلخانہ سے بھاگ جاتا ہے اور پھر اُسکی یہی کوشش ہوتی ہے کہ جسطرح ہو سکے گرفتاری کے مقام سے وہ دُور بھاگ جائے۔ نہ وہ رات کی پرواہ کرتا ہے اور نہ وہ دن کو آرام لیتا ہے

اور نہ وہ اپنے زخموں اور اپنی کمزوری کی کچھ حقیقت سمجھتا ہے اور نہ اپنے وجود کو کسی پر ظاہر کرتا ہے بلکہ جسقدر جلدی اُس سے ہو سکتا ہے وہ اخفاء اور احتیاط سے کام لیتا ہوا دُور نکل جانیکی کوشش کرتا ہے اور سیدھے راستوں کو چھوڑ کر ٹیڑھی راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ بعینہٖ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو یہود کا کوئی خوف نہ تھا بلکہ آپ جلالی جسم کے ساتھ مُردوں سے دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ اگر آپ کا جسم جلالی تھا اور آپ موت پر غالب کر دوبارہ زندہ ہوئے تھے تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ اس طرح بھاگتے پھرتے تھے جسطرح ایک چور جیلخانہ سے نکلکر بھاگتا پھرتا ہے ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

قیامت کا ثبوت نمبر ۲

دلیل پنجم

پانچویں دلیل دو قضیوں پر مشتمل ہے جنہیں ذیل میں درج کر کے ایک نتیجہ ناظرین کے سامنے پیش کروں گا جو فی نفسہٖ قیامت کے وجود پر ایک برہان اور اس کے اثبات کے لیئے ایک کافی شہادت ہو گا۔

قضیہ اوّل۔ یہ بات تمام مذاہب عالم کے نزدیک مسلّم ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور کسی شخص کے حقوق کا پائمال کرنا اس کی صفات قدسیہ اور اسمائے حسنہ کے منافی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اسکی راہ میں کوشش کرے سعی بجالاوے اور اسکے احکام کے ماتحت گردن تسلیم خم کرے۔ مگر خدائے تعالیٰ اسکی کوششوں اور محنتوں کو رائگاں جانے دے کیونکہ کسی کی جدوجہد پر عمدہ نتائج مرتب نہ کرنا اور سعی کو بے اجر چھوڑ دینا ظلم کے مترادف ہے اس کا نام رحیم ہے وہ سچی محنتوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا وہ کریم ہے اسکے کرم کی کوئی حد نہیں قرآن حکیم

اسکے بعد کا کلام اس مضمون کو اس طرح پر بیان فرماتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضعفھا و یؤت من لدنہ اجراً عظیماً۔ یعنی خدائے تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ دستور ہے کہ وہ ایک ذرہ کے برابر بھی کسی کا حق اپنے ذمہ نہیں رکھتا اور رائی کے برابر ظلم بھی اس کی قدوسیت کے خلاف ہے بلکہ وہ تو ایسا شفیق مہربان رب ہے کہ اگر بندہ ذرا سا نیک کام بھی کرے وہ اسکو اسقدر اجر سے متمتع کرتا ہے کہ بندہ کی نیکی اسکے آگے ہیچ ہے اور بندہ کا کام اسکے سامنے لاشئ محض۔ وہ بندہ کو اس کے حق سے بڑھکر دیتا ہے اور بہت بڑھکر دیتا ہے۔ ایک جگہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اگر بندہ ایک نیکی کرے تو خدائے تعالیٰ کم سے کم دس گنا سے لیکر سات سَو گنا تک ثواب عطا کرتا ہے اور خصوصیت سے دینے لگے تو کوئی حساب ہی نہیں۔ علاوہ ازیں انسانی ضمیر اور فطرت سلیمہ اس بات کے ماننے پر مجبور ہے کہ وہ قادر ہستی جس نے محض اپنی ربوبیت سے انسان کو عدم سے وجود بخشا ہے کبھی بھی ظلم اور حق تلفی اسکی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اور حقوق کی پائمالی کو اسکی ذات اقدس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ غرض عقل اور نقل دونوں اسبات پر متفق ہیں کہ جو انسان اعمال صالحہ بجالاتا ہے خدا اسے بیش از بیش اجر اور ثواب عطا فرماتا ہے یہ بات تو نیکی کے متعلق تھی بدی اور بدعملی کے متعلق بھی تمام مذاہب کا اتفاق ہے کہ کوئی انسان بدی کر کے نیک انجام کا امیدوار نہیں ہو سکتا ہے جو ایک فرمانبردار کیلئے مقدر ہے بلکہ خلاف ورزی اور قانون شکنی کی سزا اسے ضرور ملکر رہے گی۔ کیونکہ جیسا کہ وہ قدوس غفور الرحیم ہے اسی طرح شدید العقاب اور ذو انتقام بھی اسی کی صفات ہیں قرآن حکیم اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتا ہے ایحسب الانسان ان یترک سدی یعنی انسان کی یہ بڑی غلطی ہے کہ وہ یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ میں بدی اور بدعملیوں میں بیشک ترقی کرتا جاؤں مجھ سے کوئی بازپرس نہ ہوگی غرض قرآن مجید کی رو سے نیکی اور بدی دونوں کا بدلہ ملنے والا ہے اور حسنات اور سیئات دونوں نتیجہ خیز کام ہیں۔

قضیہ دوم ۔ ہمارا مشاہدہ شاہد ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کے اعمال کی جزا اور سزا پورے طور پر کبھی نہیں ملتی ایک شخص ساری عمر نیکی اور طہارت میں زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کے احکام بجا لانے میں وہ ہمہ تن سعی بنا ہوا ہے مگر دنیوی مشکلات اور مصائب میں اسی طرح گرفتار ہے جس طرح ایک معمولی دنیادار خود قرآن شریف فرماتا ہے تلک الایام نداولہا بین الناس یعنی موت اور فوت ۔ بیماری اور صحت ۔ خوشحالی اور تنگحالی عسر اور یسر جس طرح خدا سے ایک غافل انسان کو لاحق ہوتی ہیں اسی طرح ایک نیک آدمی کو بھی انسے پالا پڑتا ہے نیک آدمی بے شک ہزاروں نیک کام کرتا ہے مگر انکا پورا پورا اجر اس دنیا میں نہیں ملتا جیسا کہ قرآن حکیم بیان فرماتا ہے انما توفون اجورکم یوم القیامۃ انما حصر کا کلمہ ہے یعنی اس دنیا میں نیک کاموں کا اجر پورا پورا کبھی نہیں ملتا اسی طرح بدی کی سزا بھی اس جہان میں پوری طرح نہیں ملتی ایک کافر نبیوں کا دشمن خدا کا منکر بدعمل بھی انہیں اسباب اور سامانوں سے متمتع ہے جو مومنوں کے استعمال میں آتے ہیں ہزاروں بے ایمان خدا سے غافل دنیا کے لحاظ سے بڑے عروج پر قدم جمائے کھڑے ہیں دنیوی وجاہت انہیں حاصل ہے مال و دولت انکے ہاتھ میں ہے سلطنتیں انکے قابو میں ہیں قرآن میں بیسیوں جگہ اس بات کا ذکر ہے کہ کفار کے لیئے دنیا میں متاع اور فائدہ مقدر ہے حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی کہ الٰہی مکہ کے مومنوں کو اعلیٰ رزق دے خدا نے جواب دیا کہ دنیوی رزق تو میں مومنوں اور کافروں دونوں کو دوں گا ۔ مومنوں کی کوئی تخصیص نہیں ۔ ایک جگہ فرمایا کہ اگر ابتلاء کا خیال نہ ہوتا تو کفار کو اسقدر مال و دولت عطا ہوتا کہ وہ سونے چاندی کے مکانات بنواتے ۔ اگر اس دنیا میں جزا اور سزا ملا کرتی تو کبھی مومن تنگدست اور کافر راحت سے نہ رہتے مگر یہاں تو برخلاف اسکے کافر مومنوں سے بڑھکر آرام میں ہیں کیونکہ وہ جائز اور ناجائز دونوں طریقوں سے آرام و آسائش مہیا کرنے میں تامل و دریغ نہیں کرتے ۔

(نتیجہ)

ان دونوں قضیوں کو منطقی ترتیب دینے سے ہر عقلمند ایک صریح اور بین نتیجہ پر پہنچ

جاوے گا کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور مرنے کے بعد حیات ثانیہ ضرور ہونیوالی ہے
کیونکہ جب ہر نیکی کا ثواب اور ہر بدی کا بدلہ ملنے والا ہے اور ادھر اس دنیا میں نہیں
ملتا تو ضرور ایک دن دنیا سے گذرنے کے بعد ایسا آنا چاہیئے جس میں نیک اپنی نیکی کا
اور بد اپنی بدی کا نتیجہ بھگتے۔ پہلا قضیہ تو یہ ثابت کرتا ہے کہ نیکی ضائع نہیں ہوگی اور
بدی کا بدلا بھگتنا ہوگا۔ دوسرا قضیہ کہتا ہے کہ اس دنیا میں نہ نیکی کا بدلہ کامل
طور پر ملتا ہے نہ بدی کا تو ایک سلیم العقل انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ مرنیکے
بعد ایک دن ایسا تجویز کرے جس میں نیکی کا اجر کامل طور پر اور بدی کی سزا بھی
پوری طرح انسان کو دیجاوے کیونکہ یہ بات اس موجودہ دنیا میں حاصل نہیں۔
اسی لیئے قرآن حکیم نے فرمایا وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ یعنی چونکہ
نیکی بدی ضائع نہیں ہوتیں اور دنیا میں ان کا بدلہ پورے طور پر نہیں ملتا اس لیئے
مرنیکے بعد لوگ زندہ کیئے جاویں گے اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق ان سے سلوک
کیا جاوے گا۔

دلیل ششم

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ اور اسکی رحمانیت پر جب انسان غور کرے تو ایک
حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہے کہ کسقدر احسان اور انعام اس نے ہم پر کیئے ہیں اور کیسی
کیسی مہربانیاں اسکی ذات بابرکات سے ہم پر ہوئی ہیں ہم کیا ہمارا واہمہ بھی اس کی
حد بست سے عاجز ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ ہماری
کوئی ایسی خواہش نہیں جو اُس نے پوری نہ کی ہو کوئی تقاضا نہیں جسمیں ہم خائب و
خاسر رہے ہوں ہماری ہر فطری خواہش کو اُس نے پورا کیا ہر طبعی تقاضے کو اس نے
شرفِ قبولیت بخشا۔ یہ بات قاعدہ کلیہ کے رنگ میں ہے انسان نظر دوڑا کر دیکھ لے
کہ خدائے تعالیٰ نے اسکی ہر خواہش کو بشرطیکہ وہ طبعی و فطری ہو ضرور پورا کیا ہوگا
جیساکہ وہ خود فرماتا ہے واتاکم من کل ما سئلتموہ یعنی ہر خواہش جو
تم نے مجھ سے کی اور ہر درخواست جو تم نے میرے حضور گذرانی میری درگاہ سے

جاتا۔ ربوبیت ہی ہین کرگئی غرض اس قرآنی آیت میں بارگاہ ربوبیت سے ایک عظیم الشان خوشخبری دی گئی ہے کہ انسان کی ہر فطری خواہش اور ہر طبعی تقاضا کے پورا ہونیکے سامان پہلے مہیا کیئے ہیں اس قرآنی آیت کو ہم معیار ٹھہرا کر اپنی فطرت کو ٹٹولتے ہیں تو منجملہ اور خواہشات کے ایک بڑی بھاری خواہش ہماری فطرت میں یہ ہے کہ یہ جو مذاہب میں اختلاف پڑا ہوا ہر اور سینکڑوں جھوٹے مذہب روئے زمین پر موجود ہیں کسی طرح ایسا فیصلہ ہو جاوے کہ سچے مذہب کی صداقت روز روشن کی طرح کھل جائے۔ اور جھوٹے مذاہب کا بطلان اظہر من الشمس ہو جاوے یہ خواہش ہر فرد بشر کے دل میں ہے جسطرح ایک مسلمان چاہتا ہے کہ اسلام کی صداقت تمام دنیا پر ظاہر ہو جاوے اور کوئی شخص بھی کسی غیر مذہب پر نہ رہے اسی طرح ایک عیسائی کی فطرت بھی تقاضا کرتی ہے کہ یسوع مسیح کی خدائی ساری خدائی مان لے اور تمام دنیا کے نزدیک یہ امر فیصل شدہ سمجھا جاوے کہ نصرانیت ہی صرف صداقت پر مبنی ہے غرض مومن و کافر صادق و کاذب سب کی یہ فطرتی خواہش ہے کہ ہمارے مذہب ہمارے طریقہ کی سچائی تمام دنیا مان لے اور ایسا فیصلہ ہو کہ کوئی شخص اس سے بےخبر نہ رہے یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ قرآن حکیم سے بیان کرتے ہیں چنانچہ مومن کی قلبی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین یعنی مومن مسلمانوں کی یہ فطرتی خواہش ہے کہ خدائے تعالیٰ انکے اور انکے مخالفوں کے درمیان ایسا فیصلہ فرماوے کہ حق اور باطل میں تمیز ہو جاوے اور تمام دنیا پر آشکارا ہو جاوے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اسیطرح قرآن مجید میں ایک کافر کی فطرت کے تقاضا کا ذکر بھی ہے واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم یعنی جب مکہ کے کفار نے اسلام کو اپنے پرانے مذہب کے خلاف بڑھتے اور ترقی کرتے دیکھا تو وہ دبدہ میں پڑ گئے ادھر بچپن سے اپنے مذہب کی صداقت پر یقین ادھر اسلام کی سچائی پر روزمرہ کے اعجازی نشان دیکھکر ان کی فطرت تڑپ اٹھی کہ کسی طرح ہم میں اور مسلمانوں میں ایک ایسا فیصلہ

ہو جاوے کہ سچائی پر ذرا بھی خفا کا پردہ نہ رہے اور تمام دنیا ایک مذہب پر ہو جاوے اس خواہش میں انہوں نے اپنی ہلاکت تک کی پرواہ نہ کی اور دعا کی کہ اگر یہ مذہب سچا ہے تو ہمیں ہلاک کر کے ہماری ہلاکت کو لوگوں کے لیئے ایک فیصلہ کن معیار بنا کر لوگوں کو شک و شبہ سے نکالکر یقین کی راہ تک پہنچاوے غرض مومن ہو یا کافر دیندار ہو یا بے دین ہر شخص کے دل میں خواہش ہے کہ ایسا صاف فیصلہ ہو جاوے کہ پھر کسی کو اختلاف کی ذرا بھی گنجائش باقی نہ رہے اب جبکہ خدا کا ہم سے وعدہ ہے کہ وہ ہماری ہر فطرتی خواہش کو پورا کرے گا تو ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ضرور وہ خود ایسا فیصلہ کرے گا کہ پھر کوئی ایک فرد بشر بھی سچائی کا منکر باقی نہ رہے مگر جب ہم دنیا کے موجودہ حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک قسم کی مایوسی ہوتی ہے کہ اس دنیا میں تو کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہوا ہزاروں جھوٹے مذہب روئے زمین پر موجود ہیں اور کروڑوں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو باطل مذاہب کو سچا اور سچے اسلام کو جھوٹا خیال کیئے ہوئے ہیں معبودان باطلہ کی تائید میں اربوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے لاکھوں بندگان خدا کو شرک و کفر کے درطہ میں دھکیلدیا گیا ہے اور اسلام سے متنفر کیا گیا ہے اگر دنیا ہی دار الفیصلہ ہے تو کیا یہی فیصلہ کا طریق ہے ہم مانتے ہیں کہ اسلام نے اپنی سچائی کے دلایل بے شمار دیئے ہیں اور براہین قاطعہ و ساطعہ سے اپنی سچائی منوائی ہے اور ہزاروں لاکھوں ثبوت اسکے سچا ہونے پر موجود ہیں اگر ایک سلیم العقل شخص غور کرے تو والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے مطابق وہ ضرور راہ حق پالے گا مگر باوجود ان دلائل کے ایسا فیصلہ نہیں کیا گیا کہ کوئی شخص بھی اس کی سچائی کا منکر نہ رہے اور تمام لوگوں کے دلوں سے شک و شبہ دُور ہو کر صرف اسلام کی صداقت کا یقین ہو جاوے دلائل ہیں مگر مشاہدہ نہیں پھر سب کو دلائل کی اطلاع بھی کہاں ہے لاکھوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ اسلام بھی کوئی مذہب دنیا میں ہے فیصلہ تو اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک مقام پر جمع کر کے اپنے مُنہ سے فرما دے کہ اسلام سچا مذہب ہے اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو اختیار کرے وہ فوراً مر جاوے گا پھر یہ بات پوری بھی ہو جاوے اور جو شخص ہندو یا عیسائی ہو وہ فوراً ہلاک ہو جایا کرے اور

اسلام لاتے ہی عیش و تنعم حاصل ہو جاوے تو میرے خیال میں یہ ایک کافی فیصلہ ہے اس کے بعد کسی شخص کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی اور مذہب کا پیرو ہو یا اسی طرح اگر دوزخ بہشت کے نظارے کفار کی آنکھوں کے سامنے کیئے جاویں اور وہ دیکھ لیں کہ کس مذہب کے لوگ بہشت میں اور کس ملّت کے افراد دوزخ میں داخل ہوں گے تو یہ بھی فیصلہ کی ایک راہ ہے پھر کبھی کوئی شخص اس نظارہ کو دیکھکر دوزخی ملّت کا پیرو بننے کی کوشش نہیں کرے گا۔ مگر یہ فیصلہ اس دنیا میں نہیں خدا کا ہمکلام ہونا عام نہیں دوزخ اور بہشت کے نظارے لوگوں نے مشاہدہ نہیں کیئے ایک پردۂ خفا پڑا ہوا ہے اس لیئے اس دنیا میں ہماری وہ فطرتی خواہش کہ حقیقی فیصلہ ہو جائے کبھی پوری نہیں ہوئی اور نہ ہو گی اسلیئے ہمیں ماننا پڑے گا کہ مرنیکے بعد ایک دن ایسا ضرور آنا چاہیئے جس دن خدائے تعالیٰ تمام مذاہب میں فیصلہ فرماوے اور مُنہ سے بیان فرمادے کہ فلاں مذہب سچا ہے اور باقی سچائی سے خالی ہیں پھر اس طرح پر ہماری فطرتی خواہش پوری ہو جاوے اور ہر فرد بشر کو معلوم ہو جاوے کہ عدالت عالیہ نے مذاہب کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے اس مضمون کو اللہ تعالیٰ سورہ حج میں اس طرح پر بیان فرماتا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصٰرٰی والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینھم یوم القیامۃ ان اللہ علیٰ کل شیئ شھید ۔ یعنی اسوقت جسقدر مذاہب روئے زمین پر موجود ہیں سب کا حقیقی فیصلہ اس دنیا میں نہیں ہوگا اور چونکہ ہر شخص کے دل میں ایسے فیصلہ کی خواہش ہے اسلیئے ہم اس فطرتی خواہش کو پورا کرنیکے لیئے مرنے کے بعد ایک دن سب کو زندہ کر کے وہ فیصلہ صادر فرمادیں گے اس دن کا نام قیامت ہے۔ (میر محمد اسحٰق)

یسوع کی پیشگوئیاں

اناجیل کی رو سے یسوع کی نبوت ثابت نہیں

مضمون ہذا کے پہلے نمبر میں ہم نے اس امر پر زور دیا تھا کہ اناجیل کی پیشگوئیوں کی بنا پر یسوع مسیح کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی

کیونکہ عہد جدید کی کتابیں مسیح علیہ السلام کی وفات کے مدّت بعد لکھی گئی ہیں پس جو کتابیں کسی شخص کی زندگی کے بعد لکھی جائیں اور گو انمیں اسکے نبوت کرنے اور نبوت کے پورا ہونیکا تذکرہ بھی ہو تاہم ایسی کتابوں کو معتبر سمجھنے کے لیئے کسی سند کی ضرورت ناگزیر ہوتی ہے۔ مثلاً انجیلوں کا یہ کہنا کہ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کی غدّاری۔ اپنے گرفتار ہونے اور صلیب پر لٹکائے جانے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے وغیرہ کی پیشگوئیاں کی تھیں ہرگز اس امر کی دلیل نہیں کہ واقعی مسیح نے اس قسم کی نبوتیں کی تھیں۔ اور اگر بالفرض اُنہوں نے کوئی ایسی پیشگوئی بھی کی تھی تو اُسکے اصل الفاظ معلوم کرنیکا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ لہٰذا ان اناجیلی نبوّتوں کی رو سے ہم یسوع کی نبوّت کے قائل نہیں ہو سکتے۔

انجیلوں کے مصنف گمنام ہیں۔ پھر ان پیشگوئیوں کو پایۂ اعتبار سے ساقط ٹھہرانے کا ایک اور محرک بھی موجود ہے یعنی عیسائیوں کی مروّجہ اناجیل جنمیں یہ پیشگوئیاں درج ہیں دراصل گمنام مصنفین کی تحریریں ہیں۔ جنکو یونہی بعض لوگوں کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ پس ایسی حالت میں ان کتابوں کی شہادت کیونکر معتبر ہو سکتی ہے اور کیونکر بغیر کسی سند کے انکے بیانات کو شرف قبولیت بخشا جا سکتا ہے۔

متی کی انجیل کا مصنّف مروّجہ اناجیل اربعہ میں سے اوّل و چہارم کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انکے مصنّف یسوع مسیح کے حواری تھے یعنی متی اور یوحنا۔ لیکن یہ خیال محض گمان اور وہم ہے اور اس کی عدم صحت کے لیئے ہمارے پاس مضبوط دلائل اور قوی ثبوت ہیں۔ چنانچہ ہم متی کی انجیل کو ہی لیتے ہیں اس انجیل کی نسبت خوش اعتقاد مسیحی علماء کا خیال ہے کہ یہ محصل لاوی کی تحریر ہے۔ جسکو بعد میں متی کے نام سے پکارا گیا اور لاوی نے اس کتاب کو مسیح کے صعود سے کچھ عرصہ بعد عبرانی یا سریانی یا کلدانی زبان میں حوالہ قلم کیا تھا۔ لیکن واقعات نے بوضاحت و صراحت اس مسیحی قیاس کا بطلان ثابت کر دیا ہے اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب متی کی تصنیف نہیں۔

انجیل متی کی نسبت قدیم ترین شہادت متی کی کتاب کا ذکر سب سے اول یوسی بی اس نے

چوتھی صدی میں کیا ہے اور یوسی بی اس کی اطلاع کا ماخذ پے پی اس نے اس ایک کتاب کو بیان کیا ہے۔ جس کا زمانہ تصنیف ۱۴۰ء عیسوی ہے۔

یوسی بی اس بحوالہ پے پی اس لکھتا ہے" متی نے خدائی باتوں کو جمع کر کے عبرانی زبان میں تحریر کیا اور ہر ایک شخص نے ان باتوں کا مطلب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نکالا" اس اقتباس کے سرچشمہ کے متعلق یوسی بی اس اور پے پی اس دونوں خاموش ہیں لہٰذا ہم کو معلوم نہیں کہ پے پی اس کی اطلاع کے ذرائع کیا تھے۔ اور کن راویوں نے متی کا ذکر اس مورخ تک پہنچایا تھا۔ مگر یوسی بی اس نے محولہ بالا عبارت کے علاوہ پے پی اس کی کتاب میں سے مرقس کی ایک تحریر کے متعلق بھی کچھ کیفیت نقل کی ہے اور اس کیفیت کی نسبت ظاہر کیا ہے کہ پے پی اس کو یہ باتیں ایک ایسے راوی کی معرفت پہنچی ہیں جس نے کئی بار قرن اوّل کے ایک مسیحی بزرگ کی زبان سے یہ کیفیت خود سنی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ متی کی تحریر کی بابت بھی جو کچھ پے پی اس نے لکھا ہے وہ بھی اسی روایت کے ذریعہ اس کو پہنچا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پے پی اس اور یوسی بی اس کی تمام تحریروں کا دار و مدار صرف ایک نامعلوم الاسم مسیحی بزرگ کی شہادت پر ہے۔ اور اس شہادت کا راوی بھی کوئی غیر معروف گمنام شخص ہے یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ نہ تو اس مسیحی بزرگ کا نام دیا گیا ہے۔ اور نہ راوی کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اور اگر مسیحی احباب کی خاطر یہ بھی فرض کر لیا جاوے کہ پے پی اس نے متی کی تحریر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس کا منبع یہی مسیحی بزرگ تھا اور وہ ایک راستباز انسان تھا۔ تو بھی اصل بحث پر روشنی نہیں پڑتی اور کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ موجودہ انجیل متی کا مصنف متی ہی تھا۔ کیونکہ یوسی بی اس نے جو مختصر سا حوالہ دیا ہے اسکی عبارت کا مطالعہ کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچاتا۔ یہ ظاہر ہے کہ پے پی اس یونانی تھا اور یوسی بی اس نے اسکی یونانی کتاب سے وہ حوالہ لیا ہے۔ پس اس صورت میں اس مسیحی بزرگ کی شہادت بھی اصلی الفاظ میں محفوظ نہ ہوئی۔ اس حوالہ کے الفاظ یہ ہیں " متی نے ان آسمانی باتوں کو عبرانی زبان میں جمع کیا" ہم نے

ان الفاظ پر غور کیا اور خوب غور کیا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس عبارت سے یہ معنے کیونکر نکالے گئے ہیں کہ موجودہ انجیل متی جو عہد جدید کا ایک حصہ ہے یہ در اصل متی لاوی کی تحریر ہے۔ اس حوالہ سے تو صرف اسقدر واضح ہوتا ہے کہ متی نے مسیح کے بعض اقوال کو جمع کیا تھا اور بس یہ بیان موجودہ انجیل متی پر چسپاں نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کتاب صرف مسیح کے بعض اقوال کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ مسیح کے زمانہ نبوت کی پوری تاریخ ہے جسمیں علاوہ تعلیم کے بہت سے دیگر حالات اور واقعات ایک سوانح عمری کے رنگ میں درج ہیں۔ چند اقوال کا مجموعہ اور چیز ہے اور پوری

زمانہ حال کے محققین اور انجیل متی

یہ کہ متی کا مصنف کون تھا۔ اسپر لوگوں نے بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ اور محققین نے جن جن الفاظ میں اسپر اعتراض اور نکتہ چینیاں کیں اور اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس کا لب لباب ذیل کے اقتباس سے جو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مطبوعہ بار یازدہم سے لیا گیا ہے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ یہ بیان کرکے کہ ”پندرھویں صدی کے آخر تک تو لوگوں کا یہی خیال تھا کہ یونانی زبان میں لکھی ہوئی انجیل متی کی عبرانی کتاب کا ترجمہ ہے مگر پندرھویں صدی کے بعد مذہب پراٹسٹنٹ کے مصنفین نے اس خیال کو کسی حقیقت اور سچائی پر مبنی نہ پاکر ترک کر دیا اور بیان کیا کہ موجودہ یونانی انجیل جو متی کی طرف منسوب ہے یہ کسی عبرانی انجیل کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ متی نے یونانی زبان میں ہی اس کتاب کو لکھا تھا۔“ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی فاضل مؤلف لکھتی ہیں کہ ”جب ہم موجودہ پہلی انجیل کی حالت پر غور کرتے ہیں اور اُن سرچشموں پر نظر کرتے ہیں جن سے اس انجیل کے مضامین اخذ کئے گئے ہیں تو ہم کسی طرح یہ بات مان نہیں سکتے کہ مذکورہ بالا اقوال میں سے کوئی ایک قول بھی صحیح ہو یعنی نہ یہ درست ہے کہ یہ کتاب در اصل عبرانی میں تھی جسکو یونانی میں ترجمہ کیا گیا اور نہ یہ کہنا درست ہے کہ یہ یونانی کتاب کسی حواری کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مرکب کتاب ہے جس کے مضامین دو مختلف سرچشموں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں سرچشمے یونانی زبان میں تھے اور انکے علاوہ بعض اور جگہوں سے بھی اسکے مضامین اخذ کئے گئے ہیں اور یہ بات ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ مسیح کے بارہ حواریوں

میں سے کسی کو یہ ضرورت تھی کہ اپنے اُستاد کے حالات جمع کرنیکے لیئے ایسے سرچشموں کی طرف رجوع کرتا۔ اسلیئے مجبوراً یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ کتاب مسیح کے کسی حواری کی تصنیف ہرگز نہیں ہے"

متی کی انجیل کا زمانۂ تصنیف

اس کتاب کی تصنیف کے زمانہ کے متعلق انسائیکلو پیڈیا مذکور لکھتا ہے "اس کتاب کی اندرونی شہادت سے پتہ لگتا ہے کہ یہ پہلی صدی کے اواخر میں لکھی گئی۔ اور اغلب یہ ہے کہ لوقا کی کتاب سے بھی یہ کتاب بعد میں لکھی گئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرقس کی ایک تحریر سے لوقا کی کتاب اور متی کی کتاب دونوں کے مصنفوں نے مضامین اخذ کیئے ہیں مگر مرقس کی تحریر کا جو نسخہ متی کی انجیل کے مصنف نے استعمال کیا اُس میں بعض ایسی عبارتیں ہیں جو اُس نسخہ میں نہیں ہیں جس سے لوقا کی انجیل کے مؤلف نے کام لیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوقا کی انجیل کے مؤلف نے مرقس کی تحریر کو پہلے استعمال کیا۔ بعد میں اُس تحریر میں اور عبارتیں داخل ہو گئیں اور جب لوقا کے مصنف کے بعد متی کے مصنف نے مرقس کی تحریر سے کام لیا تو اُس میں زائد عبارتیں داخل ہو چکی تھیں۔ متی کی کتاب غالباً سنہ ۸۰ء و سنہ ۱۰۰ء کے درمیان کسی وقت میں لکھی گئی" مندرجہ بالا عبارت سے یہ بھی

انجیل متی کے مصنف کا پتہ لگانا مشکل ہے

اب کوئی محقق اس انجیل کو نہ تو متی کی کسی تحریر کا ترجمہ تسلیم کرتا ہے اور نہ اس امر کے ماننے کے لیئے طیار ہے کہ حواری مذکور نے اسی کو یونانی زبان میں لکھا تھا۔ برعکس اسکے اب اس بات پر اتفاق کر لیا گیا ہے کہ یہ تو کسی ایسے مصنف کی تحریر ہے کہ جس نے اسکو کسی یونانی تحریر کی مدد سے یونانی میں لکھا تھا مگر اُسکا نام تاریکی میں پڑ کر نسیاً منسیا ہو گیا۔ اور اب کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔ (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۷۔ صفحہ ۸۹۸)

یوحنا کی انجیل

دوسری انجیل جسکے مصنف کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ مسیح کا ایک حواری تھا چوتھی انجیل ہے۔ مسیحیوں کا بیان ہے کہ اس انجیل کا مصنف یوحنا پسر زبدی تھا۔ لیکن انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ نہ تو یوحنا زبدی کا بیٹا اسکا مصنف

تھا۔ اور نہ کوئی اور ایسا شخص اس کا مصنف تھا جس نے مسیح کی زمانۂ حیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو کیونکہ ان ہر دو امور کے ثبوت میں اسقدر دلائل ساطعہ اور حجج قاطعہ موجود ہو گئے ہیں کہ اُن کے خلاف کوئی عقیدہ بنانا بالکل ناقابل عمل ہو گیا ہے انسائیکلو پیڈیا بیان کرتا ہے۔ کہ اس حیرت انگیز اور یقینی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ایک قابل دید شہادت ہمارے پاس موجود ہے۔ اور اس شہادت کا وجود ملک شام کے مسیحیوں کے وجود سے ہمیں ملتا ہے جنہوں نے ۱۶۵ء عیسوی میں اس انجیل کے متعلق حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ یہ لاریب یوحنا کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی اور شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ اور انکے نزدیک اس انجیل کا لکھنے والا سیر نتھس تھا۔ اس میں شک نہیں کہ سیر نتھس کی طرف اس کتاب کو منسوب کرنے میں انکو غلطی لگی مگر اُن کا اُس ابتدائی زمانہ میں یہ دعویٰ کرنا کہ اس کتاب کا مصنف زبیدی کا بیٹا یوحنا حواری نہیں ہے صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ چوتھی انجیل کا یوحنا کی تصنیف ہونا یقینی امر نہیں ہے۔ اس فرقہ کے لوگ کثرت سے ملک شام میں پائے جاتے تھے۔ وہ پہلی تین انجیلوں کو ترجیح دیتے تھے اور دوسرے فرقوں کے عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ مقابلہ کرتے رہتے تھے اور اُس فرقہ کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ سینٹ اپی فنی اس کو ۳۷۴ء میں اس فرقہ پر لمبی بحث کرنی پڑی۔ چوتھی صدی تک اس رائے کے لوگ عام عیسائیوں میں شامل تھے اور کسی خاص نام سے مشہور نہیں تھے۔ آخر چوتھی صدی کے آخر میں انکو "الوگیو" کا لقب دیا گیا۔ جسکے معنے ہیں یوحنا کی انجیل کا انکار کرنے والے۔ اگر چوتھی انجیل کا یوحنا کی تالیف ہونا ایک ثابت شدہ اور یقینی امر ہوتا تو اتنے بڑے فرقہ کو اس کے انکار کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوتی

کیا یوحنا کی انجیل کے مصنف اور اسکی تاریخ تحریر کا پتہ مل سکتا ہے

محققین کا اس امر پر اب اتفاق ہو چکا ہے کہ یوحنا حواری یقیناً چوتھی انجیل کا مصنف نہیں تھا۔ اس کا مصنف کوئی غیر معروف شخص تھا۔ جسکے متعلق یہ عام رائے ہے کہ وہ زمانہ انتشار کا ایک یہودی تھا یا اس کے والدین یہودی النسل مسیحی تھے۔ پھر اس انجیل کی تصنیف کے متعلق بہت سی تاریخیں ایک دوسری سے مختلف بتائی گئی ہیں۔ بور کہتا ہے کہ غالباً یہ سال ۱۶۰-۱۷۰

کے درمیان لکھی گئی۔ زیلر کہتا ہے نہیں یہ ۱۵۰ء میں حوالہ قلم ہوئی۔ کیم کہتا ہے ۱۳۰ء میں احاطۂ تحریر میں آئی۔ اور رینن لکھتا ہے کہ ۱۱۰ء اور ۱۱۵ء کے درمیان کسی وقت تصنیف ہوئی تھی۔ سب سے قریب زمانہ جو چوتھی انجیل کی تصنیف کے لیئے بتایا گیا ہے وہ ۱۰۰ء ہے۔ ان اقوال کے مقابل میں پے پی اس لارڈز سے انگس (خدا کے اقوال) کے دوسرے حصہ میں لکھتا ہے کہ زبیدی کے دونوں بیٹوں کو یہود نے قتل کردیا تھا۔ اور اسلیئے یوحنا حواری بھی ۷۰ء سے پہلے پہلے ضرور مرچکا تھا پھر وہ چوتھی انجیل کا کس طرح مصنف ہوسکتا ہے۔

القصہ اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ ہر دو اناجیل مذکورہ میں سے جو حواریوں کی طرف منسوب ہیں اور اُنکی تصنیف سمجھی گئی ہیں کوئی انجیل بھی کسی حواری کے قلم سے نہیں نکلی تھی۔ اُن کے راقم کوئی ایسے اشخاص تھے۔ جنکے نام اب بالکل تاریکی اور گمنامی میں پڑے ہیں۔ اور کوئی شخص نہیں بتاسکتا کہ وہ کون تھے۔

مرقس کی انجیل باقی کی دو اناجیل تو رسولوں سے نامزد ہی نہیں۔ ان میں سے ایک مرقس کیطرف منسوب ہے اور دوسری لوقا سے۔ پہلے ہم مرقس ہی کو لیں گے۔ اور بتائیں گے کہ وہ کون تھا۔ اور اسکو انجیل زیر بحث کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ کہتے ہیں کہ مرقس پطرس کا شاگرد اور ترجمان تھا۔ پے پی اس کی ایک تحریر سے یہ گمان کیا گیا ہے کہ مرقس کا کوئی تعلق اور علاقہ انجیل دوم سے ہے۔ اس تحریر کو یوسی بی اس نے کسی کتاب سے نقل کیا ہے۔ جسکی تصنیف غالباً ۱۴۰ء میں ہوئی۔ پے پی اس کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ پطرس کے انتقال کے بعد مرقس نے یسوع کے بعض الفاظ کو قلم بند کیا اور پھر اس میں اُس نے یسوع کے بعض اعمال اور کارگذاریوں کا بھی ذکر کیا جو اس نے پطرس کے منہ سے سنی تھیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ترتیب وار ان تمام واقعات کو قلمبند نہ کرسکا کیونکہ وہ بذاتِ خود یسوع کا کوئی حواری نہ تھا۔ پے پی اس لکھتا ہے کہ اُس نے مذکورہ بالا بات ایک راوی سے سنی تھی اور پھر اس راوی نے بھی اس روایت کو اپنا چشم دید واقعہ نہیں بتایا۔ بلکہ اتنا کہکر ٹالدیا تھا۔ کہ اُس نے بھی اس روایت کو اپنے کسی بزرگ سے سُنا تھا۔

جو سب سے پہلے دَور کا مسیحی تھا۔

ہم انجیل متی کی تصنیف کے متعلق بحث کرتے ہوئے اِس بات کو بدلائل واضح کر چکے ہیں کہ .... ایک گمنام راوی کا بیان کوئی قطعی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر بالفرض اسکو صحیح مان لیا جاوے تو بھی کئی مشکلات کا سامنا آپڑتا ہے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ مرقس کی تصنیف اور ترتیب کے متعلق جو راوی کا بیان ہے۔ انجیل زیر بحث سے یقیناً یقیناً اُسکا تطابق نہیں ہو سکتا۔ پے پی اَس کی تحریر سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مرقس مسیح کے اقوال اور افعال کو ترتیب وار قلمبند کرنے سے قاصر رہا۔ کیونکہ وہ یسوع کا بذاتِ خود مصاحب نہ تھا۔ لیکن انجیل موجودہ میں جو مسیحیوں کے خیال کے مطابق مرقس کی اپنی تصنیف ہے ایک نکتہ خیال سے ایسی ہی عمدہ ترتیب ہے جیسی دوسری اناجیل میں ہے بلکہ کئی باتوں میں اُن سے بھی اعلیٰ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ انجیل دوم یعنی مرقس کی انجیل پطرس کے ترجمان کی تصنیف نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ کسی اور کی تصنیف ہو گی۔ خواہ وہ ایک شخص ہو یا کئی ایک اشخاص ہوں۔ یہ شخص یا اشخاص کون ہیں؟ اس سوال کا جواب محال ہے۔

لوقا کی انجیل کس نے لکھی انجیل سوم کا مصنف کون تھا۔ کیا لوقا اس کا مصنف تھا؟ اس کے متعلق بھی محققین کا اتفاق رائے نہیں ہے اور محققین کا ایک بھاری گروہ اس سے انکار کرتا ہے کہ یہ کتاب لوقا کی تالیف ہے۔ اور پھر مصنف بھی خود اپنا نام کہیں نہیں لکھتا۔ اور اگر بفرضِ محال یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اس کا مصنف لوقا ہی تھا تو پھر کیا ہوا۔ اس کا نام تو مسیح کے ان اقوال اور کلمات کے لیئے جو اسکی انجیل میں درج ہیں کوئی وثوق اور اعتبار پیدا کرنے کے لیئے کافی نہیں ہے کیونکہ نہ تو وہ خود یسوع کا ذاتی شاگرد تھا۔ اور نہ وہ یسوع کے کسی حواری کا پیرو تھا کہتے ہیں کہ وہ پولوس کا ایک مصاحب تھا۔ لیکن یسوع کے اقوال و افعال کے لیئے پولوس کوئی سند نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ پولوس خود مسیح کے حواریوں میں شامل نہیں۔ پھر بلحاظ اس امر کے کہ اس انجیل کی تصنیف کب ہوئی۔ سب سے قریب تاریخ اسکی تحریر کی محققین ۸۰ سنہ عیسوی بتاتے ہیں۔ (باقی آئندہ انشاءاللہ)

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء

صیغہ بیتامی:- آمد مالل عسہ اور خرچ لل لعہ ہوا۔ کمی خرچ کی وجہ ہر دو مدرسوں کا بند رہنا ہے۔

صیغہ زکوٰۃ:- آمد سا عسہ اور خرچ ما لعہ ہوا۔

تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ:- ہر دو مدرسے ۱۷۔ستمبر کو کھلنے والے ہیں جو لوگ اپنے بچے بھیجنا چاہیں وہ انکو جلدی روانہ کردیں

اشاعت اسلام:- خریداران ریویو میں اس ماہ انگریزی میں ایک کی کمی اردو میں چار کی بیشی ہوئی۔ میاں نذیر محمد صاحب ٹھیکہ دار و میاں عبد الرحمن صاحب نے کوسمبو سے اردو ریویو کا ایک ایک خریدار اور سید سعید الدین صاحب نے کوسمبی سے ایک خریدار تفسیر کا بہم پہنچایا۔* جزاھم اللہ خیراً۔

مقبرہ:- اس ماہ ایک موصی مسمی نتھو ولد عمر بخش ساکن پھیرو چیچی ضلع گورداسپور مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آمد سالعہ اور خرچ اسا عہ ہوا۔

مندرجہ ذیل رقوم اس ماہ بحساب وصیت وصول ہوئیں۔

(۱) بابو عبد الرحمن صاحب شملہ لعہ
(۲) چودھری شاہ محمد صاحب سیالکوٹ لعہ
(۳) میاں شاہدین صاحب بذریعہ جماعت لعہ
(۴) مسمات بھاگن دختر کرم داد لعہ
(۵) مولوی یحییٰ صاحب دیگراں سہ
(۶) خواجہ بشیر الدین صاحب عہ
(۷) چودھری دوست خاں صاحب قلات عہ
(۸) کرایہ دوکانات حکیم محمد دین صاحب مرحوم سیالکوٹ عہ
(۹) منشی طفیل احمد صاحب چندوسی عہ
(۱۰) مسمات رحیمن اہلیہ شیخ قدرت اللہ صاحب سیالکوٹ سہ
(۱۱) میاں احمد الدین صاحب زرگر قادیان عہ
(۱۲) میاں نور الدین صاحب کنجاہ ضلع گجرات عہ

متفرقات:- اس ماہ ہر قسم کی آمد ۶-۷-۵۹۲۰ اور خرچ ۱-۴-۵۵۴۶ ہوا۔

شفاخانہ میں اس ماہ کل مریض ۱۳۸۳ آئے انمیں سے ۲۶۸ نئے تھے۔ مائنر اپریشن ۲۳ ہوئے

اس مہینہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اخبار الفضل میں چندہ کے لیئے خاص تحریک کی اور سکرٹری کے دفتر سے یہ اخبار مختلف انجمنوں کے سکرٹریوں کے

* گذشتہ ماہ میں ریویو اردو کے خریداروں میں ۶ کی بیشی ہوئی۔ ای۔ عبد القادر گٹھی زگون نے ۳۔اردو ایک انگریزی۔ ... برہمن بڑیا۔ عبد العزیز صاحب لکھنؤ۔ بابو فضل احمد صاحب مری۔ نے ایک ایک خریدار اردو اور غلام اکبر خاں صاحب وکیل اورنگ آباد نے ایک انگریزی کا خریدار بہم پہنچایا۔ جزاہم اللہ خیراً۔

نام بھیجا گیا اور لکھا گیا کہ یہ مضمون احباب کو اکٹھا کر کے سنا دیا جائے۔ اس تحریک کا نتیجہ
بہت اچھا ہوا ہے اُمید ہے کہ احباب اپنی سعی کو جاری رکھیں گے۔ اس تحریک پر کوہ مری
کی بہت چھوٹی اور عارضی جماعت نے جہاں آجکل مولوی محمد علی صاحب تشریف
رکھتے ہیں قریباً ڈیڑھ سو روپیہ چندہ جمع کیا۔ اور یہ ان تمام احباب کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔
اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل انجمنوں اور
احباب سے حسب ذیل رقوم پہنچی ہیں۔ جماعت مانگٹ اونچے ما/ لعہ۔ پریم کوٹ صہ
کولوتارڑ عہ۔ پیرکوٹ عہ۔ گجوچک عہ۔ ترگڑی معہ تلونڈی کھجوروالی عہ
انجمن اجنیانوالہ لعہ۔ متفرق معرفت چودھری حیات محمد صاحب صہ۔ جماعت اٹاوہ صہ
جماعت حصار لعہ۔ حاجی عمر ڈار صاحب لعہ۔ بابو اختر علی صاحب از سہسرام عہ
معرفت محمد نواب خاں صاحب دسوہہ عہ۔ انجمن احمدیہ بھلول پور عہ انجمن لدھیانہ
منشی اللہ دتا صاحب لاہور عہ۔ مرزا حسین بیگ صاحب لاہور ماصہ۔ جماعت مردان للعہ
جماعت الہ آباد عہ۔ سید رسول بخش صاحب ہے/۔ سید عابد حسین صاحب عہ
ماسٹر خیرالدین صاحب صہ/۔ جماعت للعہ۔ حافظ نور احمد صاحب اکولا عہ
جماعت سانگلہ مرسلہ حکیم محمد صالح صاحب صہ/۔ جماعت شادیوال خورد عہ عمرالدین صاحب
سکرٹری عہ۔ عنایت علیخاں قانونگوے حلقہ مردان پور سے/۔ حافظ محمد عالم صاحب چک سکندر صہ
جماعت گجرات معرفت شیخ رحیم بخش صاحب عہ۔ انجمن احمدیہ سرہند معہ سلطان محمد صاحب
بابو محلہ عہ۔ جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ماد۔ جماعت مردان
معرفت منشی محمد یوسف صاحب للعہ۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو نیک جزا عطا
فرماوے اور انکی کوششوں میں برکت دے آمین۔

ان رقوم میں بڑی قابل رشک رقم جماعت مانگٹ اونچے کی ہے۔ باوجود اسکے
کہ وہاں تھوڑے احباب ہیں۔ اور زراعت پیشہ اور غریب۔ مگر اس جگہ کی جماعت کو
سلسلہ کے کاروبار سے بڑا اخلاص ہے۔ اور سبقت لے جانے کا شوق یہ سو اور دو سو
سے زائد رقم ان لوگوں کی ہمت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جزاہم اللہ خیراً۔

معرفت حافظ .... صاحب ... ۱۲ روپیہ ... سلسلہ ...

پھر اس کام میں چودھری محمد حیات صاحب ساکن پیر کوٹ جماعت مانگٹ اونچے اور چودھری محمد الدین صاحب ساکن پریم کوٹ سے انجمن گوجرانوالہ کو بہت مدد پہنچی ہے اللہ تعالیٰ اُن تمام احباب کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصّہ لیا ہے۔ جزائے خیر عطا فرماوے اور نیکی و اخلاص میں ترقی دے آمین۔

مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ سب احباب اس کام میں مزید سعی کر کے باقاعدہ کوشش جاری رکھیں گے اور مزید ثواب حاصل کرینگے۔ اگر ہر جگہ کی انجمن ضلع اپنی ضلع بیت المال قائم کرے اور باقاعدہ وصولی چندہ کا انتظام کرے تو بار بار تحریک کرنے کی ضرورت بھی باقی نہ رہے۔

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہوس لاہور نے پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کی معرفت ایک ہزار روپیہ اخراجات تعمیر کے لیئے قرض دیا تھا اسکی نسبت آپنے اطلاع دی ہے کہ مجھے واپس نہ دیا جاوے بلکہ میرے حساب میں چندہ میں وضع کر لیا جاوے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

انجمن احمدیہ گوجرانوالہ نے اپریل گذشتہ سے از سرنو انتخاب عہدہ داران کر کے کام باقاعدہ شروع کیا اور وصولی چندہ کا کام باضابطہ کرنے کی سعی کی چنانچہ چیند آدمیوں کا وفد مفصلات گوجرانوالہ میں تکلیف اُٹھا کر بغرض فراہمی چندہ گیا اگرچہ کل ضلع میں سب کمیٹیاں قائم نہ ہوئی تھیں تاہم اپنے ضلع کی انجمنوں یا جماعتوں سے امداد کی رقم جمع کر کے بھیجی ہے۔ اس رقم کی تفصیل کیلیئے ملاحظہ ہوں فہرست صفحہ ۳۴۰ کی

عمارت مدرسہ کی تعمیر کے لیئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ احباب توجہ کر کے جو موعودہ چندے قابل وصولی ہوں وہ وصول کر کے بھیجنے کی کوشش کریں تا کام نہ رُکے۔ اور نئے چندے بھی جمع کرنیکی کوشش فرماویں۔

مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن تا حال کوہ مری پر ہیں۔ بابو فضل احمد صاحب مری سے لکھتے ہیں کہ وہاں قرآن مجید کا درس ہوتا ہے

پہلی اور تیسری

تبلیغ اسلام ممالک غیر میں

جناب خواجہ کمال الدین صاحب اپنا کام سرگرمی سے ولایت میں کر رہے ہیں
چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے اور شیخ نور احمد صاحب جو خواجہ صاحب کے منشی تھے
انکے پاس پہنچ گئے ہوئے ہیں اور کام میں شریک ہیں۔

ماہ جولائی میں ایک مذہبی کانفرنس میں شامل ہونے کے لیئے خواجہ صاحب
پیرس تشریف لے گئے۔ اس عیسائی فرقہ جات کی کانفرنس میں جس میں کل مغربی
اقوام یعنی امریکہ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ بلجیم۔ روس۔ فرانس۔ انگلینڈ۔ اسپین کے
پروفیسر اور فاضل الٰہیات شریک تھے۔ جناب خواجہ صاحب نے لیکچر دیا تقریر کے
لیئے بیس منٹ مقرر تھے مگر انکو تیس منٹ دیئے گئے۔ اسلام کے محاسن بیان
کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کا آیندہ مذہب اسلام ہوگا۔ جب آپنے لکل امة
رسول اور وان من امة الا خلا فیھا نذیر پر بحث کی تو ہال
تالیوں سے گونج اٹھا۔ یہ لوگ چرچ کی قیود سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور موجودہ
مذہب کی شکل سے غیر مطمئن۔ ان کے نزدیک مذہب آیندہ وہ ہونا چاہیئے جو
انسان کے اعمال و اخلاق پر گہرا اثر ڈالکر حقیقی ربانی زندگی پیدا کر دے۔ الوہیت
مسیح و کفارہ کے قائل نظر نہیں آتے۔ پولوس سے نرم الفاظ میں بیزاری ظاہر کی ہے۔
اور مسیح کے اصول اخلاق غیر مکتفی سمجھے گئے۔ اور انہیں نئے اصول کو شامل کرنا
ضروری سمجھا گیا۔ اس بحث پر کہ دیگر مذاہب سے کیا تعلق ہونا چاہیئے قرار پایا کہ دیگر
مذاہب میں صداقتیں ہیں ہمیں ٹھنڈے دل سے کل مذاہب کا مطالعہ کر کے عمدہ
اصول لینے چاہیئیں۔ دیگر مذاہب کی بیخکنی چھوڑ دیجاوے۔ بلکہ انکو پڑھنے دیا جاوے مشنری
کاروبار کو ناپسند کیا گیا ہے۔ الغرض اس کانفرنس کی کارروائی کا خلاصہ یہ ہے کہ آیندہ کوئی
ایسا مذہب ہو جس کا اثر انسان کی عملی زندگی پر ہو جو محض ایمان پر محدود نہ ہو۔ اخلاق
کے اصول تلاش کیئے جاویں کل مذاہب کا مطالعہ دوستانہ اور محبت کی نگاہ

سے کیا جاوے۔ موجودہ یوروپین زندگی سے نفرت ظاہر کیجاوے۔ مشنری تحریک کم ہو۔ مطالعہ مذاہب سے جہاں کہیں عمدہ اصول ملیں وہ لیئے جاویں۔ مذہب وہ ہو جو روحانیت کو عملی روزانہ زندگی سے الگ نہ کرے۔ ایک دن سابق پریزیڈنٹ نے کہا کہ دنیا کا آئندہ مذہب "خدا اور اسکی مخلوق سے محبت" ہوگا۔ اسپر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ فقرہ ادب کے خلاف ہے۔ دنیا کا آیندہ مذہب "خدا کی اطاعت اور مخلوق خدا سے شفقت" ہوگا اور رسول کریم صلعم نے اسلام کے یہی تعریف کی ہے۔ یہ لوگ جس مذہب کی تلاش میں ہیں دراصل وہ اسلام ہے۔ جو تجاویز اس کانفرنس نے کی ہیں خدا کرے کہ ان پر عمل ہو عمل ہونے کے ساتھ ہی اسلام کی ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جب چاہے اسلام کو ان مغربی قوموں کا محبوب مذہب بنادے احمدی قوم کو ایسی مجالس اور کانفرنسوں میں مذہب اسلام پیش کرنے کا موقع خدا نے دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ قوم کو دعا سے اور مالی امداد سے مدد کرنی چاہیئے۔

۲۲۔ اگست کے خط میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ جرمن سے ایک دوست نے لکھا ہے کہ ہم تو سب مسیح کی یکتائی سے الگ ہو کر اسے حضرت محمد صلعم کے برابر سمجھتے ہیں اور اسے ہی ایک الہام الٰہی کا مورد نہیں مانتے بلکہ اوروں کو بھی شریک کرتے ہیں اور ہر جگہ سے تعلیم لینے کے لیئے تیار ہیں

۳۔ اگست کو ایک لیڈی خواجہ صاحب کو لکھتی ہے کہ بہت سے وعظ سنے مگر کسی کا وعظ بھی میری روح کو بیدار کرنے کا باعث نہ ہوا۔ لیکن آپ کی تقریر کا مجھ پر ایک خاص اثر ہوا مجھ پر ایک قسم کی محویت کا عالم تھا۔ وہ دن میری بیداری کا پہلا دن تھا۔ آپکے رسالہ کے پڑھنے نے مجھ پر اعجازی اثر کیا۔ اس نے مجھے غفلت سے جگا کر میرے دل میں خدا اور اسکے عظیم الشان احمد جناب محمد صلعم کی محبت پیدا کر دی۔ میرا دل اسلام کی طرف جانے لگا اور میں دل سے مسلمان ہو گئی۔

ہماری لندن کی جماعت نے آجکل مسجد ووکنگ میں ڈیرہ لگایا ہوا ہے خدا کے فضل

فضل کی بات ہے کہ پینتالیس لاکھ روپیہ ہندوستان کا خرچ ہوا اس سے ایک عمارت بنے ایک مسجد ایک ہال۔ پھر ہمارے احباب کے وہاں جانے سے چند ماہ قبل از سرنو اُسی بطور وقف کیا جاوے اور اب وہ محض خدا کے فضل سے ہمارے احباب کے چارج میں آ دے۔ مسجد اور مسلم انڈیا کے دفتر کے اردگرد ایک خوبصورت اور وسیع باغ ہے۔

ہمارے احباب مصر میں :- سید ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل بخیریت مصر میں پہنچ گئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن کا ناصر و مددگار ہو اور مصر کی زمین میں اُن کا قیام اسلام کے لیئے بہت مبارک ہو۔ آمین۔

ترجمہ قرآن شریف اُردو میں :- صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام کے ماتحت سید مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ اور نوٹ لکھنے کا کام شروع کردیا ہے۔ ایک پارہ بمع نوٹوں کے مکمل ہوچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت ڈالے آمین

دنیا کے بادشاہوں کو تبلیغ :- کتاب ٹیچنگز آف اسلام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُس معجزانہ مضمون کا انگریزی ترجمہ ہے جو جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے موقعہ پر پڑھا گیا۔ اسکی نہایت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کی جلدیں بندھوا کر دنیا کے دس بڑے بادشاہوں کے نام بھیجی گئی ہیں۔ نیز رسالہ اسلام کی ایک سو کاپیاں نہایت ہی اعلیٰ جلدیں بندھوا کر دنیا کے ایک سو بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے نام بھیجی گئیں۔ رسالہ اسلام کی چھپوائی اور جلد بندی وغیرہ پر جو خرچ آیا اُس کو ہمارے ایک احمدی محترم بزرگ نے جو ہمیشہ اشاعت اسلام میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتے ہیں اپنی گرہ سے ادا کیا۔ جزاہ اللہ خیراً

رسالہ اسلام میں مولوی محمد علی صاحب کے اُس مضمون کو کسی قدر اضافہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جو اُنھوں نے الہ آباد کی مذہبی کانفرنس کے لیئے لکھا تھا اور جس میں اصول اسلام کو بڑی خوبی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے

شیر علی قائم مقام سکرٹری

ریویو

اثبات کفارہ :- پادری ٹامس ہاول صاحب نے جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر کے رسالہ کفارہ کے جواب میں بڑی جد و جہد کے بعد "اثبات کفارہ" ۱ و ۲ و ۳ شائع کئے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ پادری صاحب نے جو چال چلی ہے۔ وہ حق جو اور معقول پسند انسان کی شان سے بہت بعید ہے۔ یعنی رسالہ کفارہ کے اعتراضوں کے آسان اور مفید مطلب ٹکڑے لیکر جواب لکھے ہیں۔ اور چونکہ پورے اعتراض کی بجائے اس کا ایک حصہ نقل کرنیکی وجہ سے زمین آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اسلیئے ہم پادری صاحب کو رسالہ کفارہ کا جواب اس طریق پر لکھنے سے محقق اور حق پسند انسان نہیں کہہ سکتے۔ نیز بعض سوالوں کے جواب ایسی وارفتگی اور خود فراموشی سے دیئے گئے ہیں۔ جو بجائے خود اعتراض کی پختگی پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً آپ اعتراض نقل کرتے ہیں۔ کہ "بیٹے نے کہا میں بے گناہ ہو کر انسان کے بدلے سزا بھگتتا ہوں" اور جواب لکھتے ہیں۔ "ہمارا خداوند یسوع مسیح جو بے گناہ ہے اس نے اپنی مرضی سے ہم گناہ گاروں کے بچانے کیلیئے اپنی جان کفارہ میں دیکر فی الحقیقت گناہ گاروں کو بچالیا ہے" ذرا پادری صاحب اپنے اس جواب پر دوبارہ غور فرماویں۔ کہ سوال اور جواب میں کیا فرق ہے۔ تاکہ جوابوں کی معقولیت کا انہیں خود بھی یقین ہو جائے۔

سی حرفیاں پنجابی :- ماسٹر محمد علیخاں صاحب اشرف نے اپنے خیالات کو پنجابی مذاق کے موافق نظم کیا ہے۔ اور اشعار میں تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی غرض کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اہل مذاق اصحاب منگوا کر پڑھیں۔ اور اپنے دوستوں میں تقسیم کریں۔ شعر خوانی کے شوق سے امید ہے کہ غیر احمدی اصحاب بھی محظوظ ہونگے۔ قیمت ۱ر محمد یمین تاجر کتب قادیان یا دفتر تشحیذ الاذہان سے مل سکتی ہیں۔

فصل الخطاب :- حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ نادر تصنیف فصل الخطاب جو آپ نے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب رد نصاریٰ میں تحریر فرمائی تھی ختم ہوجانے کی وجہ سے مدت سے نایاب تھی - میاں محمد یٰمین صاحب تاجر کتب قادیان نے اسکو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا ہے - نیز حضرت صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ بعض کمزوریاں اور حوالوں میں غلطیاں جو پہلے رہ گئی تھیں - وہ خود اپنے دست مبارک سے صحیح فرمادیں گے - ۶۰۰ صفحے کی کتاب ہوگی - اور قیمت غالباً وہی ہوگی جو پہلے تھی یعنی عہ ۴۰۰ درخواستیں موصول ہونے پر کام شروع کروا دینگے - شائقین جلد درخواستیں بھیجکر انکی ہمت بندھائیں تاکہ جلدی کتاب شائع ہو سکے -

وہ نبی :- قاضی ظہورالدین صاحب اکمل کا وہ مضمون جو تشحیذ الاذہان ماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا تھا اور جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق - توراۃ اور انجیل کی پیشگوئیوں سے بڑی شرح اور بسط سے یہ ثابت کیا گیا ہے - کہ وہ تمام نشانات جو ان پیشگوئیوں میں درج ہیں - آنحضرت صلعم ہی کے وجود باجود پر پورے ہوئے ہیں - آپ ہی کو حضرت موسیٰؑ کے بعد روشن شریعت دیگئی - آپ ہی کے ساتھ فتح مکہ کے دن جب مظہر الوہیت بڑی شان و شوکت کے ساتھ فاران کی چوٹی پر نمودار ہوا - دس ہزار جان نثار پاکباز قدوسی تھے - مضمون قابل قدر اور لائق اشاعت ہے - جسکو انجمن شبان الاحمدیین پشاور نے ایک ٹریکٹ کی صورت میں چھپوا کر شائع کیا ہے - احباب خان زادہ محمد دلاور خاں صاحب متعلم ایڈورڈ کالج پشاور سے منگوا کر تقسیم کریں -

صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات | سید صادق حسین صاحب مختار کلکٹری اٹاوہ نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث کے رسالہ ہفوات کے جواب میں مکمل و مدلل مضمون تحریر فرمایا ہے - جسکو میر قاسم علی صاحب نے چھپوا کر شائع کیا ہے - قابل مضمون نویس نے معترض کے اعتراضوں کا جواب اسی کی تصنیف کردہ کتب وغیرہ سے دیا ہے -

سو صفحہ سے زائد کی کتاب قیمت صرف ۴۰ رہے - اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "الحق" دہلی سے مل سکتی ہے -

شائقین ریویو کے لئے ضروری اطلاع

بعض احباب ہم سے ریویو کے گذشتہ مضامین کے متعلق دریافت کرتے ہیں پس ہم تمام ناظرین کی اطلاع کیلئے ذیل میں ریویو کی گذشتہ جلدوں میں بعض ضروری مضامین کی فہرست درج کرتے ہیں جو خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔

اُردو ریویو کی تمام گذشتہ جلدیں دفتر میگزین سے مل سکتی ہیں۔ جلد اول کی قیمت للعہ ہے کیونکہ اُسکے صرف چند مکمل نسخے باقی ہیں۔ اور دوسری جلدیں عاؔر فی جلد کے حساب سے انگریزی ریویو کی بعض جلدیں ختم ہو گئی ہیں۔ جو موجود ہیں اُنکی قیمت دفتر میگزین سے بذریعہ

سنہ ۱۹۰۲ء

(۱) گناہ سے کیونکر نجات مل سکتی ہے

(۲) تثلیث اور توحید۔

(۳) انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں

(۴) عصمت انبیاء علیہم السلام۔

(۵) ہستی باری تعالےٰ۔

(۶) صفات الٰہیہ۔

(۷) موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔

(۸) فارقلیط۔

(۹) روحوں کا انادی اور غیر مخلوق ہونا۔

(۱۰) دنیا میں زندگی کے مدعا کیا ہیں اور انکا حصول کسطرح ہوتا ہے

(۱۱) زندگی ہیں اور زندگی کے بعد عملی شریعت کا فعل کیا ہے۔

(۱۲) وحی کے منجانب اللہ ہونے کے نشان۔ (۱۳) تناسخ۔

(۱۴) یسوع کی عصمت کے متعلق انجیل کی تعلیم (۱۵) قرآن شریف اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ۔

(۱۶) قرآن شریف اور انجیل کی دعا کا مقابلہ۔

سنہ ۱۹۰۳ء

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں کیا تبدیلی کی۔

(۲) حضرت مسیح کا دس گم شدہ فرقوں کی طرف جانا (۳) باوا نانک صاحب کا چولہ (۴) قرآن شریف کی حقانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایک دلیل۔

(۵) مسیح موعودؑ کی لائف اور مشن۔ (۶) استغفار۔

(۷) تبدیل مذہب کی فلاسفی اور آریہ سماج۔ اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ۔

(۸) ضرورت قرآن۔

(۹) معرفت الٰہی کے ذرائع۔

(۱۰) عصمت انبیاءؑ پر بحث

(۱۱) کیا سب مذاہب خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں؟

(۱۲) مسلمانوں کا اعتقاد دوزخ کے متعلق (۱۳) عیسائی مذہب پر ایک خاص ریویو۔

(۱۴) مسیحؑ کی آمد ثانی - (۱۵) عیسائی مذہب کا زوال - (۱۶) تذکرۃ الشہادتین - (۱۷) حضرت عیسیٰ کی قبر -

سنہ ۱۹۰۴ء

(۱) نماز کی حقیقت اور برکات (۲) انسان کی کتاب - (۳) مسیح کی بے نظیری (۴) اسلام کی حقیقت اور برکات (۵) سلسلہ احمدیہ کے کُل تعلقات - (۶) احیائے موتی (۷) نجات کے لیے کس قسم کی قربانی کی ضرورت ہے (۸) حضرت مسیحؑ کی قبر سری نگر میں (۹) بے عیب نبی اور زندہ نبی (۱۰) افغانوں اور کشمیریوں کی اصل (۱۱) یسوع کی صلیبی موت پر علمی نظر - (۱۲) روح القدس - (۱۳) خدا کی ہستی - (۱۴) عیسوی مذہب کی اشاعت میں رکاوٹیں - (۱۵) وحی الٰہی کی ضرورت - (۱۶) لیکھرام کی موت اور ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا - (۱۷) اسلام اور اس ملک کے دیگر مذاہب کا مقابلہ (۱۸) کیا اصول اسلام حقیقی تہذیب کے موافق نہیں ؟ (۱۹) مصلح کا پہلا فرض کیا ہونا چاہیئے ؟ (۲۰) کیا ہم ایمان رکھتے ہیں ؟ (۲۱) حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام (۲۲) قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ثبوت -

سنہ ۱۹۰۵ء

(۱) پردہ (۲) عیسائیت کے فرقے مارمن کے اعتقادات - (۳) مسلم ریفارم کے نماز پر حملوں کا جواب (۴) کیا قرآن شریف تاریخ کے خلاف کہتا ہے؟ (۵) تعدد ازواج (۶) ہندوؤں اور عیسائیوں کا اتحاد - (۷) ایک عیسائی گورنمنٹ اور مسلمان (۸) کیا یسوع کی موت انشقاق القلب سے واقع ہوئی تھی؟ (۹) زلزلہ کا دھکا - (۱۰) الندامن وحی السماء (۱۱) مہذب ممالک کی عورتیں - (۱۲) طلاق (۱۳) برہمو سماج کی ناکامی (۱۴) غلامی - (۱۵) مذہب اسلام کے متعلق پادری سیل کے اعتراضات کا جواب (۱۶) انگلستان میں اخلاق اور مذہب کا جواب (۱۷) الدجال

سنہ ۱۹۰۶ء

(۱) سود (۲) انسانی نسل کشی اور حفاظت اولاد کا مقابلہ - (۳) سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات اور عقاید - (۴) عیسائی مذہب میں ریوائول یا نئی زندگی (۵) حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات - (۶) اسلامی قانون وراثت - (۷) آخرت کے متعلق دہریوں کے خیالات - (۸) الٰہی سلسلے اور ارتداد - (۹) عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس شاہ مصر اور احادیث کی صداقت پر بے نظیر شہادت (۱۰) مذہب کے اہم اصول (۱۱) آریہ سماج کی موت (۱۲) اسلامی بنک کی تجویز -

کے حملے کا جواب۔
(۶) واقعہ صلیب کے متعلق ایک محقق امریکین کی رائے
(۷) الوہیت مسیح کے برخلاف آسمانی کتب کی شہادت
(۸) گوتم بدھ کی ہڈیاں اور حضرت مسیح ناصری کی قبر
(۹) انبیاء عالم۔
(۱۰) ایک جھوٹے بابی مدعی کی پردہ دری۔
(۱۱) ایک نشان

سنہ ۱۹۱۱ء

(۱) اسلام (خواجہ کمال الدین صاحب)
(۲) ابطال کفارہ۔
(۳) قرآن مجید کے الہامی ہونے پر بائبل کی شہادت
(۴) حقیقی سکھ کی راہ۔

جو احباب مختلف پرچے خریدیں انہیں اردو ریویو ۳ر فی پرچہ کے حساب سے اور انگریزی ریویو ۶ر فی پرچہ کے حساب سے دیا جائیگا

(۵) دانیال نبی کی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی۔
(۶) ایک بدھ اڈیٹر اور اسلام
(۷) خاتم الانبیاءؐ اور خاتم الخلفاءؑ
(۸) مسیحی معجزات۔
(۹) اسلام کے اصول۔
(۱۰) طریق وصول الی اللہ
(۱۱) نماز جمعہ کی ادائگی کے لیئے میموریل۔

سنہ ۱۹۱۲ء

(۱) اسلام اور علوم جدیدہ
(۲) حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی ایک شہادت
(۳) اسلام میں عورت کیا حیثیت رکھتی ہے۔
(۴) حضرت مریم صدیقہ کا درد زہ اور مسیحی مذہب کا بطلان۔
(۵) کیا احکام قرآنی دربارہ جہاد منسوخ شدہ ہیں۔
(۷) الکتاب۔ (یعنی قرآن شریف کے کامل ہونے اور اسکی ترتیب اور اسکے بعض معجزات اور دیگر امور متعلقہ پر دلچسپ بحث
(۸) مسیحیوں کا آنیوالا مسیح۔
(۹) مسیح موعود کا ایک نشان۔
(۱۰) کتب خانہ اسکندریہ کے جلایا جانیکے متعلق ایک محققانہ بحث۔
(۱۱) مسیحیت کی اشاعت آگ اور تلوار کے ذریعہ۔
(۱۲) ملک ہند میں روحانی فتوحات
(۱۳) مسیحیت اور غلامی۔
(۱۴) ہندو مذہب کی تعریف کرنا محال ہے۔
(۱۵) مسیحی واعظ انجیل پر عمل کرنے سے عاجز ہیں۔

تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین۔ قادیان۔ پنجاب آنی چاہیئیں۔

بقایا صیغہ جات یکم اگست

	پائی	آنہ	روپے
تعلیم	۶	۱	۵۷۵۷
اشاعت	۰	۱۲	۵۰۱
تعمیر	۸	۲	۳۴۷۴
یتامے	۰	۸	۴۷۵
زکوٰۃ	۳	۲	۳۱۲۵
امانت بیرونی	۹	۱۲	۱۴۱۳
〃 اندرونی	۰	۵	۵۲۷
مساکین	۵	۵	۷۷۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۲
میزان	۱	۴	۱۹۹۵۸
منہا کردہ فاضل	۴	۱۴	۷۹۰۰
باقی	۹	۵	۱۲۰۵۷
منہا کردہ پیشگی	۹	۷	۱۱۴۸۶
باقی نقد نزد امین	۰	۱۴	۵۷۰
تفصیل فاضل			
مدرسہ احمدیہ	۹	۵	۱۱۸۶
متفرقات	۲	۱۵	۴۱۴
مقبرہ	۲	۱۳	۱۴۰۹
بورڈنگ ہائی	۷	۹	۵۹۳
〃 احمدیہ	۹	۹	۱۳۲
بیت المال	۱۱	۸	۴۱۶۴
میزان فاضل	۴	۱۴	۷۹۰۰
تفصیل پیشگی صیغہ جات			
اشاعت	۰	۰	۳۰۰
بیت المال	۰	۰	۳۸۱
متفرقات	۶	۷	۱۰۴۱
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۳۶
تعلیم	۰	۰	۲۳۲۸
تعمیر	۳	۰	۶۳۱۰
مقبرہ	۰	۰	۴۹۱
میزان پیشگی	۹	۷	۱۱۴۸۶

خلیفہ رشید الدین — محاسب

محمد اشرف — ناظر

بقایا بحیثیت ۲۰ یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء

مد			
تعلیم	۳	۶	۵۲۶۴
اشاعت	۴	۹	۲۴۳
زکوٰۃ	۱۱	۱۵	۳۲۲۷
تعمیر	۵	۱۱	۴۳۳۱
یتامےٰ	۸	۱۴	۵۰۹
مساکین	۱۱	۱۲	۷۷۲
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۲
امانت بیرونی	۹	۱۲	۱۶۱۵
" اندرونی	۰	۷	۴۸۸
بورڈران احمدیہ	۶	۱۱	۹۷
میزان	۳	۸	۲۰۴۶۴
منہاکردہ فاضل	۱	۱۵	۸۰۳۲
باقی	۲	۹	۱۲۴۳۱
منہاکردہ پیشگی	۳	۳	۱۰۱۶۲
نقد باقی نزد امین	۱۱	۵	۲۲۶۹
تفصیل فاضل متفرقات	۱۰	۱	۱۲۶۲
بیت المال	۳	۶	۳۷۶۱
مقبرہ	۴	۱۱	۱۴۲۷
مدرسہ احمدیہ	۳	۱۴	۱۵۴۳
بورڈران ہائی	۷	۱۳	۳۸
میزان فاضل	۱	۱۵	۸۰۳۲
تفصیل پیشگی اشاعت	۰	۰	۳۰۰
بیت المال	۰	۰	۳۷۵
متفرقات	۰	۰	۴۸۶
مدرسہ احمدیہ	۰	۳	۴۳۶
تعلیم	۰	۰	۱۸۷۱
تعمیر	۳	۰	۶۳۱۰
مقبرہ	۰	۰	۳۸۴
میزان پیشگی	۳	۳	۱۰۱۶۲

خلیفہ رشید الدین
محاسب

تقریر جلسہ اعظم مذاہب یا لیکچر مہوتسو

یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان لیکچر جو ۱۸۹۶ء کے جلسہ مہوتسو میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا چوتھی دفعہ نہایت عمدہ کاغذ پر خوب خوشخط لکھوا کر چھپوایا گیا۔ یہ تقطیع بھی نہایت موزوں ہے۔ اس کتاب میں حضرت اقدس نے ذیل کے پانچ امور پر فلسفیانہ رنگ میں بحث کی ہے۔ اور تمام دلائل قرآن شریف سے پیش کیے ہیں۔ (۱) انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتیں۔ (۲) انسان کی زندگی کے بعد کیحالت یعنی عقبیٰ۔ (۳) دنیا میں انسان کی اصل غرض اور اس غرض کی تکمیل کے اسباب۔ (۴) اعمال کا اثر دنیا و عاقبت میں۔ (۵) علم اور معرفت کے ذرائع اور وسائل۔ تقریباً ۱۵۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۵/

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ جو ولایت سے چھپکر آیا ہے۔ نہایت خوبصورت جلد قیمت ۱۲/

قصائد احمدیہ من الامام حجۃ الاسلام

حضرت اقدس کی اردو اور فارسی نظمیں تو پہلے الگ شائع ہو چکی ہیں مگر اب تک آپ کے عربی قصائد الگ رسالہ کی شکل میں شائع نہیں ہوئے تھے اب عربی قصائد بھی جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں شائع کیے گئے ہیں یہ قصائد نہ صرف معارف و اسرار سے لبریز ہیں بلکہ عربی سیکھنے کا بھی ایک اعلیٰ ذریعہ ہیں یہ کتاب ۱۵۸ صفحہ پر ختم ہوتی ہے قیمت صرف ۶/

پارہ الٓمّ مترجم

:- ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح قیمت ۳/

رسالہ اسلام بزبان انگریزی

مصنفہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ اس رسالہ میں اصول اسلام کو نہایت احسن پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کی [illegible] اور تعریف کیلئے صرف مولوی صاحب کا نام ہی کافی شہادت ہے۔ ہر ایک انگریزی خوان مسلمان کے ہاتھ میں اس رسالہ کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک /

درخواستیں بنام مینجر میگزین۔ قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں

اطلاع:۔ خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں۔

Reg. NO L 303

مطبع میگزین میں ماسٹر فقیر اللہ اسسٹنٹ مینیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا